ماہنامہ

خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

جون 2002ء

مدیر

اسفندیار منیب

خلافت جوبلی عَلَمِ انعامی خدّام برائے سال -2000ء حاصل کرنے والی مجلس ربوہ مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی کے ہمراہ

مقابلہ بین الاضلاع سال 01-2000ء میں اوّل آنے والے ضلع لاہور کے خدّام محترم ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی کے ہمراہ

مقابلہ بین العلاقہ سال 01-2000ء اوّل آنے والا علاقہ سیالکوٹ۔ قائد صاحب علاقہ سندِ امتیاز حاصل کرتے ہوئے۔

آل پاکستان فٹ بال و کبڈی ٹورنامنٹ منعقدہ 10 تا 12 مارچ 2002ء
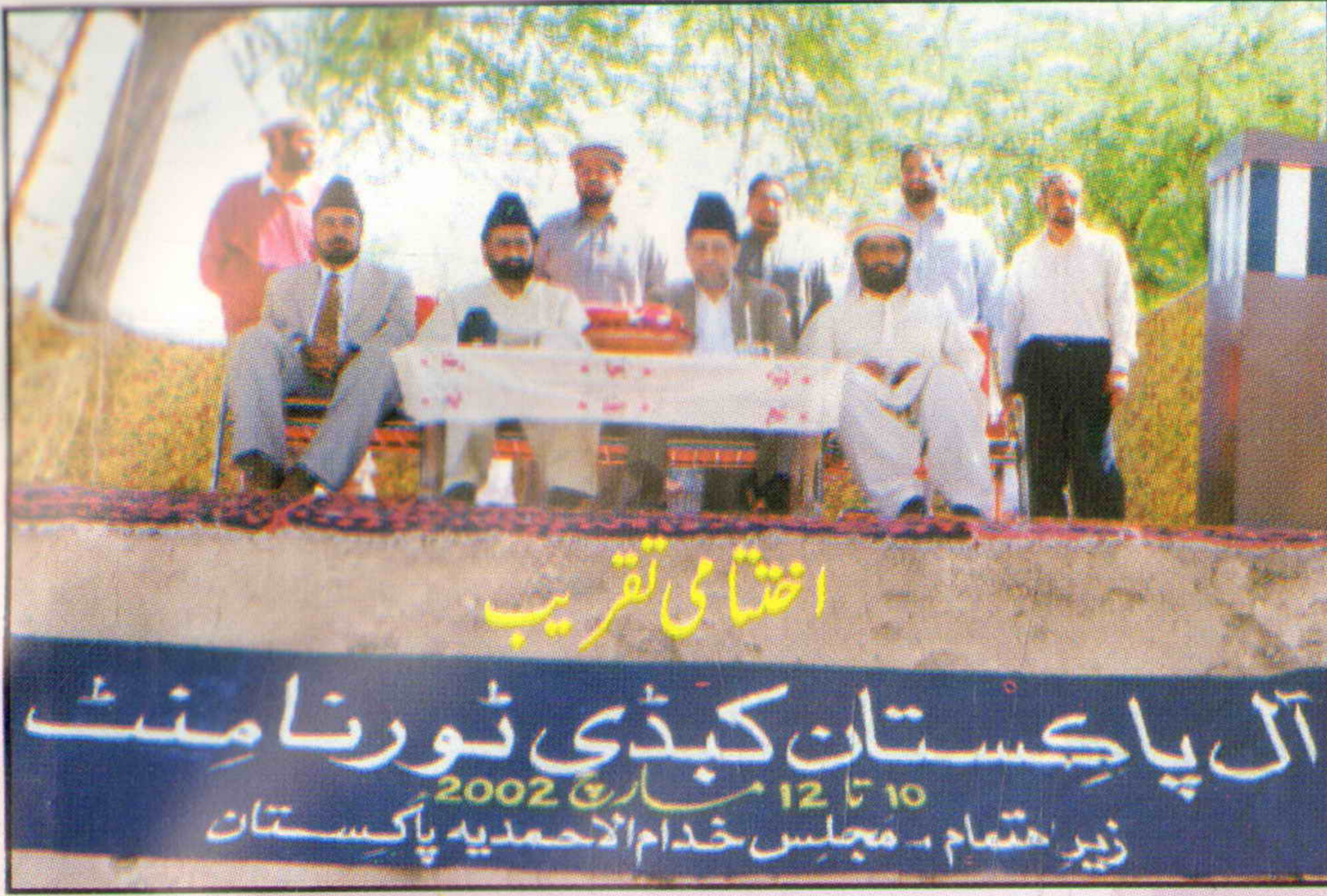
افتتاحی تقریب

مہمان خصوصی مکرم قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو

اختتامی تقریب

آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ

10 تا 12 مارچ 2002

زیر اہتمام ۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مہمان خصوصی

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی

اوّل آنے والی ٹیم علاقہ فیصل آباد

مہمان خصوصی کے ہمراہ

دوئم آنے والی ٹیم علاقہ لاہور

مہمان خصوصی کے ہمراہ

جون 2002ء احسان 1381ھش

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
7	6	5	4	3	2	1
14	13	12	11	10	9	8
21	20	19	18	17	16	15
28	27	26	25	24	23	22
					30	29

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

جلد نمبر 49 — شمارہ نمبر 6

جون 2002ء

مدیر

اسفندیار منیب

نائبین

منصور احمد نور الدین - فرید احمد ناصر

معاونین

احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر

پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد

پبلشر: قمر احمد محمود

مینیجر: سلطان احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)

مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے ترے دیدار کا

پاکستان کے میدانی علاقے ان دنوں شدید گرمی کی لپیٹ میں ہیں۔اکثر تعلیمی اداروں میں تعطیلات ہو چکی ہیں اور یقیناً ان تعطیلات کو گزارنے کے لئے آپ نے اپنا لائحہ عمل مرتب کر لیا ہو گا یا کرنے کا سوچ رہے ہونگے۔اس موقعہ پر ہم آپ سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے تعلیمی فرائض سے ان دنوں ہرگز غافل نہ ہوں کیونکہ طویل چھٹیوں میں کئی طلباء تساہل و تغافل سے بہت سا تعلیمی حرج کر لیتے ہیں۔اگرچہ تعلیمی ادارے بند ہیں لیکن تعلیمی کام بند نہیں ہونا چاہیے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

دوسری بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام اس سال کو پہاڑوں کا سال قرار دیا گیا ہے۔اس موقعہ کی مناسبت سے ہم آپ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آپ ان گرمیوں میں پہاڑوں کی سیر کے لئے ضرور جائیں۔کوہ نوردی کریں یا صرف سیر گلستان۔لیکن پاکستان کے شمالی علاقوں میں جائیں ضرور۔وادیٔ کاغان، چترال، سیرن، گلگت اور وادیٔ سوات جیسی حسن فطرت کی آئینہ دار اور شاہکار جگہیں، جن میں سر بفلک پہاڑ، آبشاروں کا شور، بہتے پانیوں کی روانی، ندی نالوں کی طغیانی، کہیں دلکش سبزے کا مخملیں اور کہیں برف کا نقرئی فرش، بلند و بالا چنار، چیڑ اور صنوبر کے درخت، سبھی آپ کے منتظر ہیں۔لیکن ان جگہوں کی سیر کا حقیقی مقصد پیش نظر رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا ہے:۔

”جب کبھی ڈلہوزی جانے کا مجھے اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زار حصوں اور بہتے ہوئے پانیوں کو دیکھ کر طبیعت میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا اور عبادت میں ایک مزا آتا“۔

(حیات احمد جلد اوّل طبع جدید صفحہ ۷۳)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا برپا کردہ عظیم روحانی انقلاب

قسط دوم و آخر

(مکرم فضل الرحمٰن صاحب ناصر۔ ربوہ)

زمین پر ستارے

جب مکہ والوں کا ظلم وستم اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس تربیت یافتہ پاکیزہ گروہ کو لے کر مدینہ چلے آئے جہاں پہلے سے ایسی روحیں موجود تھیں جو یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا (وہ خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں) (توبہ ۱۰۸) کی مصداق تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر اس پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد ڈالی جو آپکی دلی تمناؤں کی عکاسی کرتا تھا۔ وہی عرب جو پانچ وقت کی مجالس میں شراب کے خم کے خم پی جاتے تھے آج بلالی اذان پر پانچ وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں تسبیح وتحمید اور گریہ زاری سے معطر نمازوں کے لیے حاضر ہونے لگے یہاں تک کہ انکے چہرے عرفان الٰہی سے یوں چمک اٹھے کہ

سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ (فتح: ۳۰)

(ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات کے ذریعے موجود ہے) کا نظارہ نظر آنے لگا۔ گویا مسجد نبوی میں وہ شفاف چشمہ تھا۔ جہاں سے پانچ وقت مسلمان ایسے نہا دھو کر باہر آتے کہ انہیں دیکھ کر عبداللہ بن سلام، اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جیسے اہل کتاب کے رھبان اور قسیسین بھی اپنی پاکیزگی کے قصے بھول گئے اور وہ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے کہ

اَعۡیُنُهُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِیۡنَ. (مائدہ. ۸۴)

''ان کی آنکھیں حق کو پہچاننے کے سبب سے آنسوؤں سے بہہ پڑتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس ہمارا نام بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے''

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ غلام باوجود عرب کے صحراؤں میں بسر ہونے والے پر مشقت ایام کے ان پانچ نمازوں کے لطف کو دوبالا کرنے کے لئے رات کی تنہائیوں میں پھر اُٹھ کھڑے ہوتے اور اس طرح عبادات کا حظ اٹھاتے کہ احادیث میں لکھا ہے کہ راتوں کو وہ تارک الدنیا راہب دکھائی دیتے۔ (مشکوۃ باب الضحک)

اس پاکیزہ معاشرہ کی خبریں جب پھیلنے لگیں تو دنیا کے کونے کونے سے پاکیزہ زندگی کی متمنی سعید روحیں مدینہ کی طرف کشاں کشاں چلی آئیں۔ ایران سے سلمان فارسی، ترکی سے صہیب رومی، اور عراق سے عداس رضوان اللہ علیھم مدینہ میں کوئی دنیوی اموال کی خیرات تو نہیں بانٹی جارہی تھی جس کو حاصل کرنے کے لیے چاروں طرف سے قافلے چلے آرہے تھے یہاں تو خدا کا رسول خود انہیں اپنے قول وفعل سے یہ پیغام دے رہا تھا

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

(آل عمران: ۹۳)

(تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے لیے خرچ نہ کرو)

یہ اعلان سن کر وہی انسان جو عام ماحول میں مال کا اسقدر دلدادہ نظر آتا ہے کہ مَالِیۡ مَالِیۡ (میرا مال میرا مال) کہتے ہوئے اس کی زبان نہیں تھکتی انہیں میں سے

ایک جماعت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا زیادہ سے زیادہ فیض پانے کے لیے جب بھی مدینہ کی فصل تیار ہوتی یا کسی کو کوئی مال میسر آتا تو سب سے پہلے اس میں سے ایک حصہ کاٹ کر محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لاکر ڈھیر کر دیتا۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب اخذ صدقۃ التمر)

کہیں زکوۃ لینے والا کمزور اونٹ کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن زکوۃ دینے والا صحت منداور فربہ اونٹ پیش کر کے رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا فیض پانے کا امیدوار ہے۔ (ابوداؤد کتاب الزکوۃ)

کوئی اپنا سب سے قیمتی باغ قبول کرنے کی درخواست کر رہا ہے۔ (بخاری کتاب الوصایا باب الوقف)

تو کسی نے گھر کا آدھا سامان پیش کر دیا لیکن ان میں سے بھی سب سے زیادہ سبقت لے جانے والا وہی خوش نصیب انسان تھا جسے سب سے زیادہ اس مزکی رسول ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے گھر کا سارا مال ہی پیش کر دیا اور خود کمبل اوڑھ لیے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی بکرؓ)

گویا محمد ﷺ نے ان کی لذات کے دھاروں کو ہی بدل کر رکھ دیا اور وہ ہر قسم کی لالچ اور حرص سے پاک ہو کر خدا کی راہ میں سب کچھ پیش کر کے ہی سکون پاتے۔ انسان کی طول حیات کی خواہش کبھی ختم ہونے میں نہیں آتی لیکن صحابہ رسول نے جس جذبہ سے خدا کی راہ میں قربانیاں کیں اور بھیڑ بکریوں کی طرح اپنے سر خدا کے حضور پیش کر دیئے۔ اس کی صرف ایک جھلک پیش کرتا ہوں۔ مشرکین مکہ خدائے واحد کے ان پرستاروں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے مٹا دینے کا اٹل فیصلہ کر کے حملہ آور ہوتے ہیں۔ مؤمنین کی اس چھوٹی سی جماعت کو ہر طرف بظاہر موت ہی موت نظر آرہی تھی ایسے کڑے وقت میں مؤمنین کے پاکیزہ جذبات کی ترجمانی کرنے والے مقداد بن اسودؓ آگے بڑھ کر یہ عرض کرتے ہیں۔

''(اے خدا کے رسولؐ) ہم آپ سے اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا جا تو اور تیرا رب جا کر دونوں جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی''۔

(بخاری کتاب المغازی)

گویا دشمن لاشوں کو روند کر ہی آپ تک پہنچ سکے گا۔ اس عہد کو جس خوبصورتی کے ساتھ پورا کر دکھایا وہ ایک لمبی داستان ہے۔ ایک صحابی جو ایک سفر پر ہونے کی وجہ سے جنگ بدر میں قربانی پیش کرنے سے محروم رہے اس کا بہت قلق محسوس کرتے اور رسول اللہ ﷺ سے یوں اپنی پاکیزہ تمناؤں کا ذکر کرتے کہ:-

اب اگر خدا نے مجھے کبھی قربانی کا موقع دیا تو خدا دیکھے گا کہ انس اپنے رب کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ پھر جنگ احد میں یہ کہتے ہوئے دشمن پر جھپٹ پڑے کہ مجھے احد کے ورے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ ان کے جسم پر ۸۰ سے اوپر زخم تھے اور نعش پہچانی نہیں جاتی تھی۔

جو مؤمنین جنگ سے واپس آتے وہ پھر اپنے دلوں میں شہادت کی تمنائیں پالتے رہتے خدا تعالیٰ نے مؤمنین کی ان اداؤں کو ان الفاظ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا کہ

مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ (احزاب ۲۴)

''بعض تو ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (لڑتے لڑتے مارے گئے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں''۔

بے نظیر اطاعت

یہ وہ پاکیزہ معاشرہ تھا جہاں جب شراب کی ممانعت کا حکم

نازل ہوا تو مدینہ کے گھر گھر میں شراب کے مٹکے ٹوٹنے لگے اور مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی شراب بہتی نظر آتی تھی

(بخاری کتاب اخبار الاحاد باب ماجاء فی اجازۃ خبر الواحد)

حالانکہ کہنے والے تو یہاں تک کہتے تھے کہ شراب تو اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ مردوں کو سونا پہننے کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو ایک شخص جس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی اسے دیکھ کر حضورﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ تم کیوں آگ کے انگارے کو پکڑتے ہو تو اس شخص نے یہ سنتے ہی وہ انگوٹھی پھینک دی اور جب اسے یہ مشورہ دیا گیا کہ اس انگوٹھی کو کسی اور مصرف میں لے آؤ تو اس نے کہا کہ نہیں نہیں خدا کی قسم میں کبھی بھی اس انگوٹھی کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا ۔(مسلم کتاب اللباس والزینة)

حضورﷺ کی پاکیزہ نصائح

پاکیزگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں تھا جس کے متعلق آپ نے راہنمائی نہ کی ہو انسانی جذبات واحساسات کو گہرائی تک پاک وصاف کر کے ان میں نئی جلا پیدا کرنے والی چند نصائح یہ ہیں۔ ”جب کوئی مسلمان نامحرم عورتوں کی زینت پر نظر پڑتے ہی اپنی آنکھوں کو جھکا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کی لذت میں ایک نئی جلا عطا فرماتا ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل)

یہ دراصل الٰہی قرآنی حکم کی طرف اشارہ تھا کہ

یعنی تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے پاکیزگی کا موجب ہوگا۔(النور۔۳۱)

ناجائز مدح سرائی سے بچانے کے لیے ایک بے جا تعریف کرنے والے کو فرمایا

”تجھ پر افسوس! تو نے تو اپنے بھائی کی گردن توڑ دی“۔(بخاری کتاب الشہادات)

اسی طرح فرمایا:۔

”بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سب سے زیادہ برا جھوٹ ہے۔ حسد نہ کرو۔ اپنے بھائیوں کی برائیوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ جھگڑا نہ کرو آپس میں بغض نہ رکھو پیٹھ نہ پھیرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو“۔

(بخاری کتاب النکاح)

اس جیسی دلوں کو پاک وصاف کرنے والی بے شمار نصائح ہیں۔ اگر کوئی ”خبردار! جھوٹ سے بچو خبردار! جھوٹ سے بچو“ (بخاری کتاب العلم)

کی وہ نصیحت ہی پلے باندھ لے تو سرتاپا پاک وصاف ہو جائے۔ جو اپنے جانثاروں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر اس قدر تکرار سے کی گئی کہ محمدﷺ کی محبت کا دم بھرنے والوں کے دل میں کبھی جھوٹ کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود حضور اکرمﷺ کی انہی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”انسانی اعمال اور جذبات اور فکر کا ایسا تزکیہ کیا ہے جس کی مثال کسی اور مذہب میں نظر نہیں آسکتی“۔

(تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ ۲۷۸)

حضرت اقدس محمد رسول اللہﷺ نے بنی نوع انسان کے صرف باطن کو ہی پاک وصاف نہیں کیا بلکہ آپ نے جسم کی پاکیزگی کے حصول کے وہ گر سکھائے ہیں جن کے ذریعے جسم کے ساتھ ساتھ روح بھی پاک سے پاک تر ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ باتیں اس حکمت اور تفصیل کے ساتھ حضور اکرمﷺ نے بیان فرمائیں کہ ان سے متاثر ہو کر ایک یہودی عالم بے اختیار ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ۔

”کہ تمہارے نبی نے تو تم کو سب کچھ سکھا دیا یہاں

تک کہ پاخانہ پیشاب کے بعد طہارت کے طریق بھی"۔(مسلم کتاب الطہارۃ)

حضور اکرم ﷺ نے ظاہری پاکیزگی اور صفائی کے لیے کبھی تو فطرت میں مخفی جسمانی پاکیزگی کی صلاحیتوں سے اس طرح پردہ اٹھایا کہ:-

"پانچ باتیں تو فطرت میں داخل ہیں ختنہ کرنا اور زیرناف بال صاف کرنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا اور بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا"۔(بخاری کتاب اللباس)

تو کبھی تمام انبیاء کی یہ خصوصیات اس رنگ میں بیان کیں کہ ان پاکیزہ اداؤں کے اختیار کرنے میں یہود و نصاریٰ بھی بلاتفریق مذہب وملت شریک ہوجائیں کہ:-

"چار باتیں تمام انبیاء کی سنت ہیں باحیا رہنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور شادی کرنا"۔

(ترمذی۔ابواب النکاح)

گویا یہ تو ایسی باتیں ہیں کہ خواہ کسی کا کوئی مذہب ہو اسے انبیاء کی ان باتوں پر عمل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔اس کے ساتھ مومنین کے لیے صفائی کے وہ اعلیٰ معیار مقرر کیے کہ پانچ وقت وضو، ایسا وضو کہ ایڑیاں بھی صاف ہونے سے رہ جائیں تو ویل للاعقاب (بخاری کتاب العلم) فرما کر گندگی کے خطرناک نتائج سے متنبہ کر دیتے ہیں اور اگر مومنوں سے ذرا سی پسینہ کی بو آئے تو فوراً فرماتے ہیں تمہیں نہانا چاہیے (بخاری کتاب الجمعۃ باب وقت الجمعۃ)، باریک سے باریک جراثیم سے بچانے کے لیے دائیں اور بائیں ہاتھ کا فرق، حیض و نفاس اور جنابت کی حالتوں سے پاکیزگی کے احکامات۔کسی مومن کے پراگندہ بال دیکھ کر فرمایا کہ "کیا اس کو اتنی بھی توفیق نہیں کہ کسی چیز کے ساتھ اپنے بال درست کرلے" غرض کہاں تک بیان کیا جائے حقیقی پیغام یہ تھا کہ

الطہور شطر الایمان۔(مسلم۔کتاب الطہارہ)

اس ظاہری صفائی کو ناکافی سمجھتے ہوئے محمد رسول ﷺ نے اپنے غلاموں کو پاکیزگی کی کچھ اور ایسی ادائیں بھی سکھائیں جن کا تعلق گو زبان سے ادا ہونے والے کلمات سے تھا لیکن باطنی پاکیزگی میں اور زیادہ جلا پیدا کرنے والی تھیں۔میری مراد صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات نیند کی آغوش میں جانے تک لحہ بہ لحہ اور قدم قدم پر پڑھی جانے والی وہ دعائیں ہیں جو اس محبت سے محمد ﷺ نے اپنے غلاموں کو از بر کروائیں کہ ان کی زبانیں ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہتیں۔یہ تو باغیچہ محمدی کے محض چند پھول ہیں جنکے پس منظر میں درحقیقت محمد ﷺ کی ساری ساری رات کے وہ قیام سجود ہیں جن میں کی جانے والی عاجزانہ دعاؤں کی کیفیات کو کون سمجھ سکتا ہے۔جن کا ذکر ہی آپ کے ایک عاشق صادق کی تحریرات کو اس طرح مزین کر گیا کہ۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے ہی دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب برپا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں"۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ والہ بعددھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد

(برکات الدعا۔روحانی خزائن جلد۔۶ صفحہ ۱۱)

نرم اور پاک زبان کا استعمال

(مکرم حافظ خالد افتخار صاحب۔ مہتمم تربیت)

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے اور ان تعلیمات اور اخلاق فاضلہ کو رائج کرے جس پر آنحضرت ﷺ نے عمل کیا اخلاقی اقدار کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کا قرب پانے کے لئے کچھ عرصہ قبل ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پانچ بنیادی اخلاق کی طرف جماعت احمدیہ کو متوجہ فرمایا تھا۔ یہ مضمون حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ دوسرے بنیادی خلق نرم اور پاک زبان کے استعمال کے متعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں:-

''تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا (ہے) یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندرونی طور پر پیدا ہوتے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس بارہ میں تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے:-

وقولوا للناس حسناً (البقرہ ۸۴)

(ترجمہ) ''اور لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو''

ہر انسان کی زندگی اور اس کو دیئے گئے اعضاء اور قوتیں اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی میں ہر عضو اور قوت کا استعمال ہو تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

''ترجمہ۔ اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھے علم نہ ہوا اس کی اتباع نہ کیا کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تجھ سے) پوچھا جائے گا''۔

(بنی اسرائیل ۳۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

''جمیع اعضاء کو وضعِ استقامت پر چلانے کے لئے ایک ایسا کلمہ جامع پُر تہدید بطور تنبیہ و انذار فرمایا جو غافلوں کو تنبیہ کرنے کے لئے کافی ہے اور کہا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل ۳۷)

یعنی کان اور آنکھ اور دل اور ایسا ہی تمام اعضاء اور قوتیں جو انسان میں موجود ہیں ان سب کے غیر محل استعمال کرنے سے باز پرس ہوگی اور ہر یک کمی و بیشی اور افراط اور تفریط کے بارہ میں سوال کیا جائے گا''

(براہین احمدیہ چہار حصص صفحہ ۲۱۰ روحانی خزائن نمبر ا بقیہ حاشیہ ۱۱)

زبان کے صحیح استعمال کے بارہ میں ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کیا میں تجھے اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ یا رسول اللہ ضرور بتائیے آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اسے روک کر رکھو۔ حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم کرے (عربی میں یہ محاورہ افسوس کے موقع پر بولتے ہیں) لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے بڑے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں"۔

(ترمذی کتاب الایمان)

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

"طعنہ زنی کرنے والا دوسروں پر لعنت کرنے والا فحش کلامی کرنے والا یاوہ گو زبان دراز مومن نہیں ہوسکتا"

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

(بخاری کتاب الایمان)

ایک انسان سے زبان کے ذریعہ عموماً جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان کو مختصراً اس غرض سے درج کیا جاتا ہے تاکہ خدام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تعلیمات کے مطابق ان امور سے بچنے کی کوشش کریں۔

جھوٹ بولنا

یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔

واجتنبوا قول الزور (الحج ۳۱)

ترجمہ "اور جھوٹ بولنے سے بچو"

جھوٹے وعدے کرنا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنے وعدے پورے کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

(بنی اسرائیل ۳۵)

ترجمہ "اور اپنے وعدے کو پورا کرو (کیونکہ) ہر عہد کی نسبت یقیناً (ایک نہ ایک دن) جواب طلبی ہوگی"۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے" (بخاری کتاب الایمان)

غیبت

کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق ایسی باتیں کرنا جو اُسے ناپسند ہوں خواہ سچی ہی کیوں نہ ہوں غیبت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیبت کی ممانعت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ترجمہ "اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے"۔ (الحجرات۔۱۳)

تمسخر و استہزاء

کسی کو کمتر خیال کرتے ہوئے تمسخر اور استہزاء کرنے کی ممانعت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ "اے مومنو۔ کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر

ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو" (الحجرات۔۱۲)

طعنہ زنی

قرآن کریم میں طعنہ زنی سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَاتَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ (الحجرات. ۱۲)

ترجمہ "اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو"

چغلی

چغلخور اور دورخی باتیں کرنے والے معاشرے میں سخت فساد کا موجب بنتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا"

(بخاری کتاب الادب)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ:۔

بدترین آدمی تم اُسے پاؤ گے جو دومنہ رکھتا ہے۔ اِن کے پاس آکر کچھ کہتا ہے دوسروں کے پاس جاکر کچھ کہتا ہے"۔ (المسلم کتاب البر والصلۃ)

بُرے نام رکھنا اور پکارنا

موجودہ معاشرہ کی روزمرہ زندگی میں اکثر لوگ اس بیماری کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی ممانعت فرماتا ہے:۔

وَلَاتَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَاب (الحجرات ۱۲)

ترجمہ "اور نہ ایک دوسرے کو برے نام سے یاد کیا کرو"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان امور کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ اور چاہیے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہمارے اونچی ذات اور ان کی کم ہے ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں......اور تم برے ناموں سے جس سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں ان کو مت پکارو ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار ہوگا"۔

(لیکچر لاہور صفحہ ۱۱۔۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۷۔۱۵۶)

گالی دینا

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ:۔

"بڑے گناہوں میں شمار ہوتا ہے یہ گناہ کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اسی طرح جب وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کے جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے"

(بخاری کتاب الاداب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے کہ جھوٹے بتوں کو بھی گالیاں نہ دو حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں مگر نادان اور ان کے پوجنے والے غصہ میں آکر پھر خدا کو گالیاں دیں گے جس کی تمہیں گہری تکلیف پہنچے گی تو اپنے ماں باپ کو گالی دینے سے مراد یہی ہے کہ کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا ہمارا معاشرہ خصوصاً پنجاب میں تو ایسا گند ہے کہ ہر وقت گالیاں دیتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں نہایت غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ ہل چلانے والے زمیندار بیل کے ماں باپ کو بھی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں تو اس گندے معاشرے سے ہمیں باہر نکلنا

ہے جماعت احمدیہ ہے جو زبانوں کو پاک کرنے کی ایک تحریک چلائے اور گلی گلی سے سلام کی آوازیں تو اٹھیں مگر گالیاں اور بددعائیں نہ اٹھیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ فروری ۲۰۰۰ء)

یہ وہ امور ہیں جن کی وجہ سے زبان گندی ہو جاتی ہے اور ایسا شخص نہ صرف اپنی ذات میں گناہگار ہوتا ہے بلکہ معاشرہ میں فتنہ وفساد کا موجب بنتا ہے اور لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے زبان کو کس طرح پاک رکھا جاسکتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم، احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق چند طریق پیش ہیں۔

ذکر الٰہی

ہر انسان دلی طور پر مطمئن رہنا چاہتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک نسخہ بیان فرمایا ہے:۔

الآبذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۹)

ترجمہ "پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں"۔

آنحضرت ﷺ نے ذکر الٰہی کے ضمن میں ایک دفعہ فرمایا:۔

"دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں وہ یہ ہیں

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم"

(بخاری کتاب التوحید)

تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم ہمارے لئے ایک مکمل ضابطہ ہدایت ہے۔ تلاوت قرآن میں بڑی برکت ہے۔ قرآن کریم زبان اور اعمال کو درست کرکے پاک و صاف رکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ تلاوت قرآن کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ

(ترجمہ) "قرآن مجید ہمیشہ پڑھتے رہو"

(بخاری کتاب التفسیر)

درود شریف

درود شریف کی اہمیت قرآن کریم کی اس آیت سے خوب واضح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ "اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کررہا ہے اور فرشتے بھی (یقیناً اس کے لئے دعائیں کررہے ہیں) پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو"۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

"جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کے جواب کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں"۔

(ابوداؤد کتاب المناسک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"

(الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

سچ بولنا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے مومنو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو

پیچدار نہ ہو (بلکہ سچی ہو) (اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تمہارے اعمال کر درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا" (الاحزاب ۷۲۔۷۱)

نیکی کی تلقین کرنا اور برے کاموں سے روکنا

مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ"تم سب سے بہتر جماعت جسے لوگوں کے (فائدہ) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو"۔ (ال عمران۔۱۱۱)

نرم خوئی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وقولوا للناس حسنا

ترجمہ"اور تم لوگوں سے ملاطفت سے کلام کیا کرو"

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور کا آدھا حصہ ہی دینے کی توفیق ہو اگر کسی کے پاس کچھ نہیں تو وہ نرمی، خلوص اور عمدہ بات سے ہی دوسرے کا حوصلہ بڑھائے"(بخاری کتاب الآداب)

سلام کو رواج دینا

سلام کرنا ایک دعا ہے اور ایک انسان کی طرف سے دوسرے کو امن و سلامتی کا پیغام ہوتا ہے قرآن کریم میں اس کے متعلق تعلیم ہے کہ:-

ترجمہ"اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اسی کو لوٹا دو"۔ (النساء۔۸۷)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہتر اسلام کیا ہے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر آشنا اور نا آشنا کو سلام کرنا۔

جماعت احمدیہ کی موجودہ نسلوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ انہوں نے آئندہ نسلوں اور جماعت میں داخل ہونے والے فوج در فوج لوگوں کی تربیت کرنی ہے اور یہ فریضہ اس وقت تک ادا نہیں ہو سکے گا جب تک اپنے آپ کو اخلاقی لحاظ سے پاک نہ کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"ہم نے جو تربیت کے بڑے بڑے کام ہیں وہ ہو ہی نہیں سکتے اگر ابتدائی طور پر مادہ تیار نہ ہو مادہ تیار ہو تو پھر اس کے اوپر جتنا آپ کام کرنا چاہیں جتنا اس کو سجانا چاہیں اتنا اس کو سجا سکتے ہیں لیکن وہ مٹی ہی نرم نہ ہو اور اس کے اندر ڈھلنے کی طاقت نہ ہو تو پھر کیسا بڑا اصناع ہی کیوں نہ ہو وہ اس مٹی کو خوبصورت شکلوں میں تبدیل نہیں کر سکتا پس اس پہلو سے نرم کلامی ادب واحترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے بڑے بڑے خطرناک جھگڑے اس صورتحال کی طرف توجہ نہ دینے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ مجھ تک ساری دنیا سے مختلف نزاع کبھی کبھی بلاواسطہ بلاواسطہ پہنچتے رہتے ہیں اس لئے میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے اور ان کی بدخلقیاں بعض نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہیں جس کے نتیجہ میں دکھ پھیل سکتے ہیں جماعتیں بٹ سکتی ہیں منافقتیں پیدا ہو سکتی ہیں سلسلے سے انحراف کے واقعات ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں لیکن جن کے اوپر آئندہ قوموں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہو جاتے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات کے مطابق اپنے اخلاق کی تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

(فرید احمد بھٹی ۔ بشیر آباد حیدر آباد سندھ)

آنحضرت ﷺ نے ایک نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھا جو پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اِس نوجوان کو دیکھ کر آقائے دوجہاں محمد عربی ﷺ کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن میں نے جب اس کو دیکھا تھا تو یہ نوجوان مکہ کا خوش پوش اور بہترین خوشبو لگانے والا تھا لیکن خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آج اس کی یہ حالت ہوگئی ہے۔

وہ نوجوان جس کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی آنکھیں پرنم ہوگئیں جس کا ذکر کرتے ہوئے اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ وہ نوجوان رعنا پہلے مبلغ اسلام اور سرور کونین ﷺ کے عاشق صادق حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔

نام ونسب

مصعب نام، ابومحمد کنیت والد کا نام عمیر اور والدہ کا نام حناس بنت مالک تھا۔

ابتدائی حالات

حضرت مصعبؓ مکہ کے ایک حسین وخوش رو نوجوان تھے۔ ان کے والدین ان سے نہایت محبت رکھتے تھے خصوصاً ان کی والدہ حناس بنت مالک نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے لخت جگر کو نہایت ناز ونعم میں پالا تھا۔

اسلام

حضرت مصعبؓ کا شمار ابتدائی اسلام قبول کرنے والے صحابہؓ میں ہوتا ہے آپؓ نے دارِارقم میں اسلام قبول کیا کیونکہ ان ایام میں آنحضرت ﷺ دارارقم میں پناہ گزین تھے۔ حضرت مصعبؓ نے کچھ عرصہ تک اپنے اسلام لانے کو پوشیدہ رکھا اور چھپ چھپ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے لیکن ایک دن کلید بردار کعبہ حضرت عثمان بن طلحہؓ نے نماز پڑھتے دیکھ کر اِن کی والدہ اور خاندان والوں کو خبر دے دی یہ سن کر والدہ کی بے پناہ محبت نفرت میں بدل گئی۔ انہوں نے آپؓ کو خوب زدوکوب کیا اور پھر رسیوں سے جکڑ کر قید تنہائی میں ڈال دیا۔ آپؓ سے کہا گیا کہ اسلام سے منہ موڑ لو تم دوبارہ محبت وشفقت کا مرجع بن سکتے ہو لیکن اس کے مقابل پر آپؓ نے بادہ توحید کو قبول کیا۔ آپؓ پر مظالم ہوتے رہے بالآخر راہ حق میں سب سے پہلے غریب الوطنی اختیار کر کے حبشہ کی طرف جانے والوں میں آپؓ بھی شامل ہوگئے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصعبؓ ہجرت مدینہ سے تین چار سال پہلے مکہ واپس آئے اور اپنے وقت کا بیشتر حصہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی خدمت اقدس میں گذارنے لگے۔

تعلیم دین واشاعت اسلام

گیارہ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی اس میں بارہ افراد نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن پڑھانے اور

دین کی باتیں سکھانے کے لئے ایک معلم عطا فرمایا اسلام کا پہلا داعی بن کر مدینہ جانے والا وہ شخص جس پر آقائے دو جہاں ﷺ کی نظر انتخاب پڑی مصعب بن عمیرؓ تھے۔ آپؓ نے مدینہ میں پہلے حضرت اسعد بن زرارہؓ کے مکان پر قیام کیا لیکن جب بنونجار نے شدید مخالفت کی تو حضرت سعد بن معاذؓ کے مکان میں قیام پذیر ہوئے۔

۱۳ نبوی میں دین حق کا پہلا کامیاب داعی ۷۳ مردوں اور دو عورتوں کو ساتھ لے کر حج کے لئے مکہ پہنچا اور اس موقع پر بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے حضرت انس بن مالکؓ کے مکان میں عقد مواخاۃ قائم فرمایا تو اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کا رشتہ مواخاۃ میزبان حضرت ایوب انصاریؓ سے قائم کیا۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کی اجازت سے حضرت سعدؓ بن خشیمہ کے مکان پر باجماعت نماز جمعہ کی بنا ڈالی۔

غزوات

۲ ھجری میں حق و باطل کے معرکہ اوّل بدر الکبری میں جماعت مہاجرین کا بڑا علم ان کے ہاتھ تھا۔ غزوہ احد میں بھی علمبرداری کا تمغہ شرف آپ ہی کو ملا۔

شہادت

جنگ اُحد میں جب ایک اتفاقی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی اس وقت یہ علمبردار اسلام مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدم رہا۔ مشرکین کے شہسوار ابن قمیہ اللیثی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے دایاں ہاتھ شہید ہوگیا لیکن بائیں ہاتھ میں علم فوراً پکڑ لیا اس وقت آپؓ کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

ابن قمیہ اللیثی نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی قلم ہوگیا۔ آپؓ نے حلقہ بنا کر علم کو سینہ سے چمٹا لیا اس نے جھنجھلا کر تلوار پھینک دی اور زور سے نیزہ تاک کر مارا اس کی انی سینہ میں رہ گئی۔ یہ عاشق رسول ﷺ فرش خاک پر دائمی راحت کی نیند سو گیا لیکن علم اسلامی سرنگوں نہ ہوا۔ اُس کو آپؓ کے بھائی ابوالروم نے سنبھال لیا تھا۔

آنحضرت ﷺ آپؓ کی نعش مبارک کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ ترجمہ

''مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا اسے سچ کر دکھایا بعض ان میں سے اپنی مدت پوری کر چکے ہیں اور بعض ابھی انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا''۔

پھر لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

''میں نے مکہ میں تمہارے جیسا حسین اور خوش لباس اور کوئی نہ دیکھا تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال گرد آلود اور الجھے ہوئے ہیں اور تمہارے جسم پر ایک ہی چادر ہے''۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''بے شک خدا کا رسول ﷺ گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگے''۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''ان کے پاس آؤ اور ان کی آخری زیارت کرکے ان پر سلام بھیجو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت تک جو کوئی ان پر سلام بھیجے گا وہ

اس کا جواب دیں گے"۔

وہ نوجوان رعنا جو بہترین پوشاک زیب تن کرتا تھا اس کو پورا کفن بھی میسر نہ تھا صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں برہنہ ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا بالآخر آنحضرت ﷺ کے حکم سے چادر سے چہرہ چھپایا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال کر اس شہید حق کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شہادت کے وقت آپ کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔

فضل و کمال

حضرت مصعب ؓ نہایت ذہین اور خوش بیان تھے مدینہ میں جتنی تیزی سے اسلام پھیلا اس سے ان کے اوصاف کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مدینہ میں نماز جمعہ کی ابتداء ان ہی کی تحریک سے ہوئی اور یہی سب سے پہلے امام مقرر ہوئے۔

اولاد

حضرت مصعب ؓ بن عمیر کی شادی مشہور صحابیہ حمنہ بنت جحش (آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن) سے ہوئی تھی جن سے ایک بیٹی زینب نام کی، یادگار چھوڑی۔

المراجع المصادر

☆ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
☆ سیر الصحابہ جلد اوّل
☆ تیس پروانے شمع رسالت کے: از طالب الہاشمی

☆☆☆

میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء کے لئے

ضروری اعلان

اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ایسے احمدی بچے جو زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد / سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال کریں تا کہ داخلہ کے انٹرویو سے پہلے ضروری دفتری کارروائی مکمل کی جا سکے۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش اور مکمل پتہ درج کریں۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ (حاصل کردہ نمبر / گریڈ) کی اطلاع دیں۔ داخلہ کے لئے انٹرویو اگست میں ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا۔

قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ جماعتی کتب خصوصاً سیرت النبی ﷺ، سیرت حضرت مسیح موعود، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تاریخ احمدیت

ماہ جون میں ہونے والے بعض اہم واقعات

(مرتبہ: ڈاکٹر نصیر احمد شریف صاحب۔ کلر کہار)

یکم جون 1920ء حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے ''معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ'' تصنیف فرمائی۔

2 تا 4 جون 1978ء لندن میں کسر صلیب کانفرنس ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 4 جون کو افتتاحی خطاب فرمایا۔ برٹش کونسل آف چرچز کو دعوت اور حضور کا چیلنج۔

3 جون 1930ء اخبار ''ٹریبیون'' نے حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی وفات کی جھوٹی خبر شائع کر دی۔

4 جون 1935ء جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام ہوا۔

5 جون 1929ء حضرت مصلح موعود کشمیر تشریف لے گئے اور اہل کشمیر کو اخلاقی، ذہنی اور روحانی تغیر پیدا کرنے کی دعوت دی۔

6 جون 1982ء مغربی افریقہ کے ملک ٹوگو میں Vogan کے شہر میں بیت الحمد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

7 جون 1920ء حضرت مصلح موعود نے بیت الفضل لندن کے چندہ کی تحریک کی۔

7 جون 1978ء برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر ٹام کاکس نے برطانوی دارالعلوم کی عمارت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ اس تقریب میں وسیع پیمانے پر لندن شہر کے معززین کو مدعو کیا گیا۔

8-9 جون 1982ء درمیانی شب پونے ایک بجے بیت الفضل لندن اسلام آباد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحلت فرما گئے۔ اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جسد اطہر اسلام آباد سے ربوہ لایا گیا۔

10 جون 1982ء حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نئے امام منتخب ہوئے اور آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جنازہ 5 بجے سہ پہر بہشتی مقبرہ میں پڑھایا۔

11 جون 1982ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت کا پہلا خطبہ بیت الاقصیٰ میں ارشاد فرمایا۔

12 جون 1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کو خصوصیت کے ساتھ سویابین اور لیسی تھین کے استعمال کی طرف توجہ دلائی۔

13 جون 1980ء ادائیگی حقوق طلباء کے تحت تقسیم تمغہ جات کی پہلی تقریب منعقد ہوئی۔

14 جون 1915ء محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب پیدا ہوئے۔

15 جون 1905ء حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب شدید علیل ہو گئے جس کی وجہ سے وصیت تحریر فرمائی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً آپ کی شفایابی کی بشارت دی گئی۔

15 جون 1915ء حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کیا۔

16 جون 1931ء حضرت مصلح موعود نے "الفضل" میں آزادی کشمیر کے متعلق ایک سلسلہ مضامین کا آغاز فرمایا۔

17 جون 1928ء حضرت مصلح موعود کی تحریک پر ہندوستان کے طول وعرض میں پہلا عظیم الشان "یوم سیرۃ النبی ﷺ" منایا گیا۔

19 جون 1913ء الفضل کا اجراء ہوا۔ اس کے بانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے۔

21 جون 1908ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری تصنیف "پیغام صلح" خواجہ کمال الدین صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں پڑھ کر سنائی۔

21 جون 1917ء قادیان میں نور ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

22 جون 1897ء حضرت مسیح موعود نے "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کتابچہ شائع فرمایا۔

22 جون 1957ء احمدیہ بیت الذکر ہمبرگ جرمنی کا افتتاح عمل میں آیا۔

24 جون تا 16 ستمبر 1966ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے قرآنی انوار کے سلسلہ میں 9 خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔

25 جون 1904ء حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی ولادت ہوئی۔

26 جون 1953ء حضرت مصلح موعود نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور اس کے ہوسٹل کا سنگ بنیاد رکھا۔ کالج کی بنیاد میں دارالمسیح کی اینٹ نصب فرمائی۔

27 جون 1905ء حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کے صاحبزادے عبدالحیٔ کا ختم قرآن ہوا۔

28 جون 1968ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کو بکثرت استغفار کرنے کی تحریک فرمائی۔

29 جون 1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مغربی جرمنی کا دورہ فرمایا۔

30 جون 1952ء حضرت مصلح موعود بیت المبارک سے ملحق قصر خلافت کی عمارت میں منتقل ہو گئے۔

(ماخوذ از تاریخی معلومات وصد سالہ تاریخ احمدیت)

☆☆☆

غزل

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اِتنی ملاقاتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد

کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار
خون کے دھبّے دُھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

تھے بہت بے درد لمحے ختمِ دردِ عشق کے
تھیں بہت بے مہر صبحیں مہرباں راتوں کے بعد

دل تو چاہا پر شکستِ دل نے مہلت ہی نہ دی
کچھ گلے شکوے بھی کر لیتے مناجاتوں کے بعد

اُن سے جو کہنے گئے تھے فیضؔ جاں صدقہ کئے
اَن کہی ہی رہ گئی وہ بات سب باتوں کے بعد

(فیض احمد فیضؔ)

حضرت ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحب

(عطاء الوحید باجوہ۔ میر پور خاص سندھ)

تاریخ پیدائش

سرکاری ریکارڈ کے مطابق آپ فروری ۱۹۰۱ء کو موضع بہادر حسین تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔

خاندانی حالات

آپ کا پیدائشی نام محمد عبداللہ اور والد صاحب کا نام خیر دین تھا۔ آپ کے دادا کا نام کریم بخش اور پردادا کا نام غلام محمد تھا۔ غلام محمد صاحب کے والد غلام بدر غزنی افغانستان سے آ کر موضع بہادر حسین میں آباد ہوئے تھے۔ غلام محمد صاحب درویش صفت آدمی تھے۔ کریم بخش صاحب گرانڈیل جوان تھے جو مہدی سوڈانی کی لڑائی کے وقت برطانوی فوج میں بھرتی ہو کر گئے پھر واپس نہیں آئے وہیں کام آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت

حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا واقعہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

''ابھی میں تین سال کا تھا کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس پر میرے تایا جی حضرت مولوی رحیم بخش صاحب (رفیق حضرت مسیح موعودؑ) اپنے پاس تلونڈی جھنگلاں لے گئے وہی میرے پہلے استاد تھے...... تائی محترمہ برکت بی بی صاحبہ کے بھی مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ میں پرائمری میں پڑھتا تھا کہ تائی صاحبہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے ساتھ لے گئیں اس موقع پر حضورؑ نے میرے سر پر انتہائی شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اندر سے دو پنّیاں، جو مونگ کی دال کی بنی ہوئی تھیں مجھے لا کر دیں...... حضورؑ کی زیارت کا کئی بار مجھے شرف حاصل ہوا''۔

پرائمری کے بعد ۱۹۱۲ء میں آپ کے سوتیلے والد خواجہ امیر الدین صاحب نے آپ کو قادیان میں مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دیا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ہیڈ ماسٹر تھے انہوں نے کتابوں کی مدد کی۔ حضرت اماں جان نے اپنے گھر میں ایک کوٹھڑی رہائش کے لئے عنایت فرمائی ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۵ء تک آپ حضرت اماں جان کے گھر میں رہے۔

عبداللہ میرا چوتھا بیٹا ہے

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''گرمیوں کا موسم تھا گھر کے صحن کے شمال میں ایک تھڑے پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت میاں شریف احمد صاحب صحن میں میز لگائے مطالعہ میں مصروف تھے اور حضرت اماں جان حضرت مسیح موعودؑ کے دالان کے ساتھ مشرقی دیوار کے ساتھ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھیں پتہ نہیں لیٹے لیٹے کیا خیال آیا میاں صاحب کو مخاطب کر کے فرمانے لگیں تم میرے تین بیٹے ہو اور عبداللہ میرا چوتھا بیٹا ہے''۔

تبرکات

پھر فرماتے ہیں:۔

حضرت اماں جان کی شفقت کی وجہ سے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی مستعمل پگڑی کا ایک ٹکڑا ملا جس میں سے پرانا اور میلا ہو جانے کے باوجود خوشبو آتی

ہے۔(یہ کپڑا آپ کی وصیت کے مطابق کفن کے ساتھ آپ کے گلے میں ڈال دیا گیا) حضرت اماں جان کے وصال پر اپنی تائی جان (برکت بی بی) کی معرفت حضرت اماں جان کی ایک رنگ دار چادر کا ایک ٹکڑا ملا جو میں نے اپنی بچیوں میں بانٹ دیا۔

شادی

آپ کی شادی ۸ جولائی ۱۹۲۶ء بروز جمعرات حضرت حافظ میر امام الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ کی صاحبزادی زینب بی بی کے ساتھ ہوئی۔

اعتدال

آپ فرماتے ہیں:-

''شادی سے پہلے ڈیرہ بابا نانک میں اپنی ہنڈیا خود پکاتا تھا......ایک دفعہ ہفتہ دس دن متواتر گوبھی کھائی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میرے جسم میں درد شروع ہوگئی۔ اس پر میں نے اپنے ایک ہندو دوست پنڈت بدری ناتھ کو بتایا اس نے کچھ سوچا (کہ جوان اور مضبوط جسم والا ہونے کے باوجود درد کیوں ہوسکتی ہے) اور پھر کہا کہ کہیں تم نے گوبھی تو زیادہ نہیں کھائی۔اس پر......میں نے اس کو بتایا کہ میں تو اتنے دنوں سے متواتر گوبھی کھا رہا ہوں۔وہ حیران ہوگیا۔اور مذاقاً کہنے لگا کہ گوبھی تو ایسی......چیز ہے کہ اگر اس کے کھیت کے قریب سے بھی گزرا جائے تو درد شروع ہو جاتی ہے اور اتنے دن گوبھی متواتر کھانے سے تمہیں درد کیوں نہ ہوتی بہر حال اس واقعہ سے مجھے یہ سبق ضرور ملا کہ کسی چیز میں بھی اعتدال کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے''۔

قبولیت دعا کا ایک واقعہ

آپ اپنا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں:-

''موضع پکھو کے مستریاں نزد ڈیرہ بابا نانک میں ایک شخص کرم دین تھا وہ اکثر میری تبلیغی تقریریں سنتا تھا جن میں ایک دلیل یہ بھی ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور یہ خاص چیز ہمارے امام نے بتائی ہے۔ وہ شخص مطالبہ کرتا تھا کہ دعا کرو کہ میرے ہاں اولاد نرینہ ہو جائے میں کہتا پہلے احمدیت قبول کرلو پھر دعا کروں گا اس پر کرم دین کہنے لگا کہ اگر اولاد نرینہ ہوگئی تو احمدیت قبول کرلوں گا اس کی پہلی بیوی بھی تھی اس نے ایک اور شادی کرلی۔ جس کے پہلے بھی دو بچے تھے۔ دعا کی، کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا عطا کیا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا اب وہ بیعت کے لئے تیار ہے؟ تو اس نے سیکرٹری مال نبی بخش صاحب سے کہا کہ میں دو روپے چندہ دیا کروں گا میں نے سیکرٹری مال سے کہا کہ چندہ بالکل نہ لینا کیونکہ اس کا وعدہ یہ تھا کہ لڑکا ہونے پر احمدیت قبول کرلے گا۔ اس شخص نے بیعت نہ کی۔ خدا کی قدرت اس شخص کو ٹی بی ہوگئی اس پر وہ کہنے لگا کہ دعا کرو۔ میں نے کہا اب وقت گذر چکا ہے۔ تو نے موقع گنوا دیا ہے چنانچہ وہ شخص خدا سے وعدہ کی حکم عدولی کی بناء پر حسرت ناک موت مر گیا''۔

وفات

حضرت ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحب نے ۴ مئی ۱۹۶۶ء کو وفات پائی اور اپنی یادگار تین لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(ماخوذ از حیات ابوالمبارک)

☆☆☆

آم اور اس کا مختصر تعارف

(مکرم حکیم منور احمد صاحب۔ چک چٹھہ حافظ آباد)

آم کے مشہور نام اردو، بنگلہ (آم) پنجابی ہندی (انب) فارسی (انبہ) انگریزی (مینگو)۔ آم کا درخت دنیا کے بیشتر ممالک میں پایا جاتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ آم کی کاشت چار ہزار قبل مسیح بھی ہوتی تھی۔ مصر، سوڈان، برازیل، برما، فلپائن، جاوا، سری لنکا، تھائی لینڈ، فلوریڈا، انڈونیشیا، آسٹریلیا، میکسیکو، یمن، عمان وغیرہ ممالک میں آم کی کاشت ہو رہی ہے۔ لیکن محققین کا کہنا ہے کہ آم کا ابتدائی وطن مشرقی ہند آسام اور برما معلوم ہوتا ہے۔ آم باغ کی حسن و بہار اور ہندوپاک کا نہایت لذیذ، شیریں، خوش ذائقہ، خوشبودار اور میٹھا پھل ہے۔ جو پکنے پر ہی نہیں بلکہ ہر مرحلہ میں قابل استعمال ہوتا ہے۔ آم اپنے ذائقہ اور لذت کی وجہ سے پوری دنیا میں ہر دل عزیز اور مقبول پھل ہے۔ آم کی کل کاشت کا 75 فیصد حصہ اب بھی برصغیر ہندوپاک میں ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں قلمی اور تخمی۔ پھر ان میں ہر ایک مزے اور شکل وصورت اور مقام پیدائش کے اعتبار سے بیسیوں قسم کا ہوتا ہے۔ آم کا مزاج کچا یعنی کیری درجہ دوم میں سرد اور اول خشک اور پختہ درجہ دوم میں گرم تر۔ آم کا کیمیائی نسخہ فی صد کے حساب سے پانی 86.1، چکنائی 0.61 نشاستہ، 1.8 فولاد، 0.63 وٹامن سی، 0.13 وٹامن اے، 0.48 چونا، 4.1 معدنی نمکیات، 0.93 پروٹین 5.6۔

ایک چھٹانک آم میں 28 غذائی حرارت قوت ہوتی ہے۔ آموں کو کھانے سے پہلے اچھی طرح ٹھنڈا کر لینا چاہیے۔ اگر آم قلمی ہے تو تراش کر اس کا گودا کھائیں اگر تخمی ہے تو چوس کر رس لیں۔ آم کا کثرت استعمال اعصاب کو کمزور کرتا ہے نیز سرد بلغمی امراض اور نزلہ وزکام، کھانسی، دمہ میں مبتلا رہنے والوں کو آم کا استعمال بالکل مناسب نہیں۔ آم مولد خون، مسمن بدن، مقوی ارواح، معدہ، گردہ مثانہ آنتوں اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ قلمی آم دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ آموں کو ٹھنڈا کر کے کھانے سے ان کی قدرتی حدت کم ہوتی اور ذائقہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

آموں کے استعمال کے بعد دودھ کی لسی پینا بہت مفید ہے۔ آم کے درخت کی اونچائی کوئی ساٹھ فٹ تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ پتے عموماً سبز رہتے ہیں۔ تنا گول اور اس کا محیط عموماً پندرہ فٹ ہو جاتا ہے۔ یہ کاشت کے تقریباً پانچ چھ سال بعد پھل دینا شروع کرتا ہے۔ جوانی میں اچھا اور زیادہ پھل دیتا ہے۔ مگر جوں جوں عمر زیادہ ہوتی ہے پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے۔ حکماء اس کو حلوہ، معجون، شربت، مربہ، لبوب، چٹنی، سرکہ، اچار اور دیگر کئی طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔

☆☆☆

دنیا کے حیرت انگیز ریکارڈ

(رضوان احمد ناز۔ ربوہ)

سب سے بڑا سوٹ کیس

7 سے 15 فروری 1999ء کے درمیان انڈیا کے مین اسپورٹس ویئر کی 8 رکنی ٹیم نے دنیا کا سب سے بڑا سوٹ کیس تیار کیا۔ اس کی پیمائش 13.33 فٹ x 8.75 فٹ x 4.16 فٹ ہے۔

ہوائی جہاز کھینچنے کے مظاہرے

6 جولائی 1999ء کو ہیمشائر انگلینڈ کے 60 لوگوں کی ایک ٹیم نے 220 ٹن وزنی بوئنگ 747 طیارے کو 328 فٹ کے فاصلے تک 59.13 سیکنڈ میں کھینچا۔ یہ مظاہرہ انگلینڈ کے گیٹوک ایئرپورٹ پر رمزے اسپتال کے لئے امداد جمع کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

اوہا کی ایئرفورس کے 10 ملازمین کی ٹیم نے 17 مئی 1998ء کو نیوزی لینڈ کے پالمراسٹون نارتھ ایئرپورٹ پر 36 ٹن وزنی بوئنگ 3000-737 طیارے کو 328 فٹ کے فاصلے تک 47 سیکنڈ میں کھینچا۔

15 اکتوبر 1997ء کو سڈنی آسٹریلیا میں ڈیوڈ ہاکلے نے 184 ٹن وزن کے بوئنگ 400-747 طیارے کو 298 فٹ 6 انچ کے فاصلے تک ایک منٹ 27.7 سیکنڈ میں کھینچا۔ 9 دسمبر 1998ء کیمبرج ایئرپورٹ انگلینڈ میں سفوک بریوز وہیل چیئر باسکٹ بال ٹیم کے 8 ممبران نے 3.9 ٹن وزن کے سیسنا 421 طیارے کو 1640 فٹ کے فاصلے تک 16 منٹ 20 سیکنڈ میں کھینچا۔

طویل ترین "میوزیکل چیئر" کا کھیل

میوزیکل چیئر کا سب سے طویل کھیل 5 اگست 1989ء کو سنگاپور کے اینگلو چائنز اسکول میں کھیلا گیا۔ جب کھیل شروع ہوا تو اس میں 8238 لوگ شریک تھے۔ آخری کرسی پر بیٹھ کر کھیل جیتنے والے طالب علم کا نام ژو چونگ وی تھا۔

طویل وقت تک تالیاں بجانے کا ریکارڈ

مسلسل تالیاں بجانے کا ریکارڈ (120 گز کے فاصلے تک سنی جانے والی اوسط 160 تالی فی منٹ) تامل ناڈو انڈیا کے وی۔ جے رامن نے 12 سے 15 فروری 1988ء میں قائم کیا۔

ایک پہیئے والی سائیکل پر طویل سواری

آسٹریلیا کے ہینس پیڈ بیک نے ایک پہیئے والی سائیکل پر پورٹ ہیڈلینڈ سے ملبورن تک کا 3876 میل طویل سفر 30 جون سے 20 اگست 1985ء تک طے کر کے ریکارڈ قائم کیا۔

طویل وقت تک ایک ہی حالت میں بیٹھنے کا ریکارڈ

انڈیا کا راجکمار چکروتی 22 اپریل 1994ء کو ایک دیوار کے ساتھ بغیر کسی سہارے کے ایک ہی حالت میں 11 گھنٹے 5 منٹ تک بیٹھا رہا۔

طویل عرصے تک کھڑے رہنے کا ریکارڈ

طویل عرصے تک کھڑے رہنے کا ریکارڈ انڈیا کے سوامی

موجگری مہاراج نے قائم کیا۔ وہ 1955ء سے 1973ء تک یعنی 17 برس تک تپسیا کے دوران کھڑا رہا۔ سوتے وقت وہ درخت کا سہارا لے لیتا تھا۔

طویل عرصے تک درخت پر رہنے کا ریکارڈ

انڈونیشی باشندہ بنگ کاس 1970ء میں اپنے گاؤں میں کھجور کے ایک درخت پر چڑھا تھا اور وہ اب تک اسی درخت پر پتوں اور شاخوں سے بنے ہوئے ایک گھونسلے میں رہ رہا ہے۔ اسے زمین پر اتارنے کی ہر کوشش ناکام ہو چکی ہے۔

تنے ہوئے رسے پر طویل عرصہ گذارنے کا ریکارڈ

تنے ہوئے رسے پر 205 دن گزارنے کا ریکارڈ امریکہ کے جارج اوجیڈا نے قائم کیا۔

وہ یکم جنوری سے 25 جولائی 1993ء تک 36 فٹ طویل اور زمین سے 35 فٹ بلند تنے ہوئے رسے پر رہا۔ اس دوران وہ تماشائیوں کو رسے پر چل کر اس پر رکھی کرسی پر بیٹھ کر اور ڈانس کر کے محظوظ کرتا رہا۔ رسے کے ایک سرے پر اس کا 3x3 فٹ کا ایک لکڑی کا کیبن بنا ہوا تھا۔

ہوائی جہاز روکنے کا مظاہرہ

20 جون 1997ء کو آسٹریلیا کے اوٹو ایکرن نے دو سیسنا P - h - 300 جہازوں کو مخالف سمت سے پرواز کرنے سے تقریباً 15 سیکنڈ سے بھی زیادہ وقت تک روکے رکھا۔ یہ ریکارڈ کوئنز لینڈ آسٹریلیا میں بنایا گیا۔

مسافروں سے بھری کشتی کھینچنے کا ریکارڈ

امریکا سے تعلق رکھنے والے موریس کیٹار سیو نے 12 ستمبر 1998ء کو نیوجرسی کی سن سیٹ جھیل میں 125 مسافروں سے بھری ہوئی کشتی ''سلور بلٹ'' کو جس کا وزن 43 ٹن تھا، تین سو فٹ تک کھینچا۔ موریس نے جس وقت یہ ریکارڈ قائم کیا اس کی عمر 69 برس 6 ماہ تھی۔

کہنیوں کی مدد سے رینگنے کا ریکارڈ

29,28 مارچ 1992ء کو اسکاٹ لینڈ میں پیٹر میکنلے اور جان مری نے 31.4 میل کا فاصلہ کہنیوں کی مدد سے زمین پر رینگ کر طے کیا۔

دسمبر 1983ء سے مارچ 1985ء تک انڈیا کے جگدیش چندر نے علی گڑھ سے جموں تک 870 میل کا فاصلہ کہنیوں کی مدد سے زمین پر رینگ کر طے کیا۔

کیچوے کھانے کا ریکارڈ

امریکہ کے مارک ہوگ نے 19 نومبر 1998ء کو 30 سیکنڈ میں 62 زندہ کیچوے کھا کر ریکارڈ قائم کیا۔

مخالف سمت چلنے کا ریکارڈ

15 اپریل 1931ء سے 24 اکتوبر 1932ء تک امریکہ کے پلینی رنگو نے کیلیفورنیا سے استنبول تک الٹا چل کر ریکارڈ قائم کیا۔ اس نے 8000 میل کا فاصلہ طے کیا۔

مخالف سمت دوڑنے کا ریکارڈ

10 اگست سے 3 دسمبر تک انڈیا کے اروند پانڈے نے لاس اینجلس کیلیفورنیا سے نیویارک تک 107 دن تک الٹا دوڑ کر ریکارڈ قائم کیا۔ اس کے علاوہ 2 مئی 1990ء میں اس نے اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کے درمیان 940 میل تک الٹا دوڑ کر بھی ریکارڈ قائم کیا۔

زہریلے سانپوں کے ساتھ ٹب میں رہنے کا ریکارڈ

زیادہ سے زیادہ زندہ زہریلے سانپوں کے ساتھ باتھ ٹب میں رہنے کا ریکارڈ امریکہ سے تعلق رکھنے والے جیکی بی اور روزی ریٹالڈ کے پاس ہے 24 ستمبر 1998ء

کو75 زہریلے سانپوں کے ساتھ ایک الگ ٹب میں رہ کر انہوں نے یہ ریکارڈ قائم کیا۔

ربڑ بینڈ کا طویل ترین نشانہ

امریکہ کے لیو کلاوزر نے 18 جون 1999ء کو پنسلوانیا میں ربڑ بینڈ کو 99 فٹ کے ریکارڈ فاصلے پر مار کر ریکارڈ قائم کیا۔

ہاتھوں پر چل کر طویل فاصلہ طے کرنے کا ریکارڈ

1900ء میں آسٹریلیا کے جوہان ہرنے ویانا سے پیرس تک 870 میل کا فاصلہ اپنے ہاتھوں پر چل کر طے کیا وہ 55 دن تک روزانہ 10 گھنٹے ہاتھوں کے ذریعہ چلتا رہا۔

بال کاٹنے کے لئے سب سے زیادہ قینچیوں کا استعمال

اسرائیل کے دانی ابرجل لوگوں کے بال کاٹتے وقت 7 قینچیاں بیک وقت ایک ہاتھ میں پکڑتے اور انہیں استعمال کرتے ہیں۔ ابرجل کا کہنا ہے کہ بیک وقت 7 قینچیوں کے استعمال سے وہ بالوں کی تراش زیادہ بہتر طور پر کرسکتا ہے۔

گردن اور چہرے پر زیادہ سے زیادہ کلاتھ پن لگانے کا ریکارڈ

27 ستمبر 1999ء کو انگلینڈ کے کیون ہیکوبل نے اپنی گردن اور چہرے پر 116 کلاتھ پن 5 منٹ میں لگا کر ریکارڈ قائم کیا۔ (اخبار جہاں 9 تا 15 جولائی 2001ء)

☆ ☆ ☆

یاددہانی رپورٹ کارروائی یوم تحریک جدید

مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں امراء وصدر صاحبان کو سال رواں کا پہلا یوم تحریک جدید مورخہ ۱۲ اپریل ۲۰۰۲ء کو منانے کی تحریک کی گئی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی تھی۔ امراء وصدر صاحبان سے درخواست ہے کہ براہِ مہربانی "اجلاس یوم تحریک جدید" کی رپورٹس جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر کسی وجہ سے کسی جگہ 12 اپریل کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جاسکا تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو "اجلاس یوم تحریک جدید" کر کے رپورٹ ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تقریب شادی

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مورخہ 30 مارچ 2002ء مکرم کنور اقبال احمد زبیر صاحب (کارکن کمپیوٹر سیکشن شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان) ابن مکرم کنور مطلوب احمد صاحب (مرحوم) کی شادی مکرمہ منصورہ مہدی صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب سے بخیر وخوبی انجام پائی۔ مورخہ 31 مارچ کو دولہا کے نانا محترم صوبیدار (ر) راجہ محمد مرزا خان صاحب دارالرحمت وسطی کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں بزرگان سلسلہ اور احباب وعزیزان نے شرکت کی۔ دولہا اور دلہن محترم راجہ منیر احمد خان صاحب انچارج وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ (جونیئر سیکشن) کے بھانجا اور بھانجی ہیں۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے چند پہلو

(عطاء الرقیب منور۔ امیر پارک گوجرانوالہ)

خدمت دین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بچپن ہی سے خدمت کے مواقع ملے ان سے آپ نے بھرپور فائدہ اُٹھایا اور عمر کے لحاظ سے جو بھی کام کر سکتے تھے وہ کئے اور کبھی نہ سوچا کہ اب بس کریں اور گھر کو لوٹیں۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ زمانہ خلافت کے دوران فرمایا:۔

''ہم نے بچپن کی عمر میں بھی یہ کبھی نہ سوچا تھا کہ ہماری چند گھنٹے کی ڈیوٹیاں لگیں گی یعنی یہ کہا جائے گا کہ تم پانچ گھنٹے کام کرو اور باقی وقت تم آزاد ہو۔ ہم صبح سویرے جاتے تھے اور رات کو دس بجے گیارہ بجے گھر میں واپس آتے تھے وہ فضا ہی ایسی تھی اور ساروں میں ہی خدمت کا جذبہ تھا کوئی بھی اس جذبہ سے خالی نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بعض دفعہ ماموں جان (حضرت میر محمد اسحاق صاحب) کہتے تھے کہ اب تم تھک گئے ہو۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے اب تم جاؤ۔ لیکن ہمارا گھر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ بس یہی ہوتا تھا کہ دفتر میں بیٹھے ہیں اور اپنی عمر کے لحاظ سے جو کام ملتا ہے وہ کر رہے ہیں''۔

(تشحیذ الاذہان اپریل مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۰ ''ناصر الدین نمبر'')

آپ کی خدمت کا ایک اور واقعہ آپ کے بچپن کے ساتھی ملک محمد عبداللہ صاحب سابق لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔

''۱۹۲۸ء میں جب مدرسہ احمدیہ سے الگ جامعہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بھی جامعہ کے ابتدائی طلبہ میں شامل تھے جامعہ کی عمارت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بیت النور کے قریب ایک چھوٹی سی کوٹھی میں تھی جو جامعہ کی چار مختصر کلاسوں کے لئے کافی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت صاحبزادہ کو خیال آیا کہ اگرچہ بیت النور بھی قریب ہے مگر انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ ہونی چاہیے چنانچہ کوٹھی کے ایک جانب نماز کی ادائیگی کے لئے 4x6 فٹ چبوترہ بنانے کا پروگرام بنا۔ یہ سب کام طلبہ نے خود ہی کیا جس میں صاحبزادہ صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔ شام تک یہ چبوترہ اینٹوں اور گارے سے مکمل ہو گیا اس کے اوپر کی سطح زیادہ ہموار نہیں تھی کیونکہ ہم لیول (Level) کرنا تو جانتے نہ تھے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی اوزار تھے۔

بہرحال ہم نے سوچا کہ اس نقص کو ہم سیمنٹ بچھا کر دور کر لیں گے اور پھر اوپر صف بچھ جائے گی جس سے ہماری مہارت بالکل اوجھل ہو جائے گی۔ شام کو جب میں گھر آیا تو ہمارے پڑوس میں سری گوبند پور کے ایک ماہر معمار ٹھیکیدار فیض احمد صاحب رہتے تھے جن سے میں نے اپنا ایک کمرہ بھی بنوایا تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ دوسرے دن نماز فجر کے بعد وہ میرے ساتھ جامعہ چلیں گے اور سیمنٹ کی اوپر کی تہہ وہ بچھا دیں گے۔ چنانچہ فجر کی نماز کے بعد ہم دونوں تھوڑا سا سیمنٹ لے کر جامعہ پہنچے اور مستری صاحب نے تھوڑے سے وقت میں چبوترہ پر بڑا عمدہ فرش بچھا دیا اور بھی جو تھوڑا بہت نقص تھا وہ ٹھیک کر دیا۔ اس کے بعد جب آٹھ بجے جامعہ کھلنے پر طلبہ آئے۔

صاحبزادہ صاحب بھی تشریف لائے تو سب اس بات پر حیران تھے کہ چبوترہ کا سیمنٹ کا فرش نہایت عمدگی سے رات کو کون کر گیا ہے''۔

(حیات ناصر از محمود مجیب اصغر صفحہ ۵۶،۵۷)

آپ کی بہن حضرت سیدہ ناصرہ بیگم اپنے ایک مضمون بعنوان ''میرے پیارے بھائی جان'' میں آپ کے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:۔

''بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں دلچسپی لیتے اور ہر موقع پر جب بھی سلسلہ کے کسی کام کے لئے ضرورت ہوتی خدمت دین میں لگ جاتے۔ خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ہی دین کی خدمت کا شوق اور بے لاگ جذبہ دل میں پیدا کیا تھا۔ وہ سلسلہ اور اسلام کے جاں نثار، بہادر، جری سپاہی تھے''۔

(ماہنامہ مصباح۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر دسمبر ۱۹۸۲ء، جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۷۲)

صبر و تحمل

گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانہ طالب علمی کا ایک دلچسپ واقعہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بیان فرمایا کہ:۔

''میں جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا ان دنوں کا مجھے اپنا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ کالج میں چھٹی تھی۔ میں قادیان جا رہا تھا۔ ایک تیز قسم کا مخالف بھی گاڑی کے اس ڈبہ میں بیٹھ گیا۔ لاہور سے امرتسر تک وہ میرے ساتھ سخت بدزبانی کرتا رہا اور میں مسکرا کر اسے جواب دیتا رہا۔ جس وقت وہ امرتسر میں اترا تو اس مسکراہٹ اور خوش خلقی کا اس پر یہ اثر تھا کہ وہ مجھے کہنے لگا اگر آپ جیسے مبلغ آپ کو دو سو مل جائیں تو آپ ہم لوگوں کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصہ دلانے کی پوری کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جا رہے تھے''۔

(تشحیذ الاذہان اپریل، مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۴، ۱۵ ''ناصر الدین نمبر'')

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) بشارت احمد صاحب ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:۔

''ایک روز ایک کیپٹن صاحب جو بلوچ رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ میرے گھر تشریف لائے ۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ باتوں باتوں میں انہیں میرے احمدی ہونے کا علم ہوا۔ یہ کیپٹن صاحب پوچھنے لگے کہ آج کل آپ کے خلیفہ کون ہیں؟ جب میں نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا نام لیا تو یکدم سکتے میں آ گئے۔ کہنے لگے۔ میرا ایک ذاتی مشاہدہ ہے کہ آپ کی جماعت واقعی خدائی سایہ کے نیچے اور روحانی ہاتھوں میں ہے۔ پھر انہوں نے یہ واقعہ بتایا کہ ان کی ڈیوٹی ۱۹۵۳ء کے مارشل لاء میں تھی ان کے فرائض میں ایک کام یہ تھا کہ جن لوگوں کے مقدمات کے فیصلے مکمل ہوتے تو کسی افسر کو مقرر کرتے کہ جیل میں جا کر اسے سزا سنائیں۔ جن افسروں کو یہ کام دیا جاتا وہ اپنے عجیب و غریب مشاہدات بیان کرتے کہ ایک صاحب جن کو سزا سنائی گئی غیظ و غضب میں آ گئے۔ ایک اور صاحب سکتے میں آ گئے بلکہ شدید مایوس ہو گئے۔ بعض اپنی بے گناہی اور معصومیت کا واسطہ دینے لگتے وغیرہ وغیرہ۔

میرے پلٹن والے اس کیپٹن کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اگر موقع ملا تو وہ بھی کسی کو سزا سنائیں اور دیکھیں کہ کس قسم کے تاثر کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روز بعد دوپہر ایک فائل ان کو ملی جس میں ایک قیدی کے خلاف فیصلہ درج تھا اور کوئی افسر فوری طور پر موجود نہیں تھا۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور خود جیل پہنچ گئے۔ فائل سے نام پڑھا۔ یہ نام گرامی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کا تھا۔ یہ کیپٹن ان سے بالکل ناواقف تھے۔ علیک سلیک کے بعد چارج

شیٹ اور سزا انگریزی میں پڑھ کر سنائی۔ ان کیپٹن صاحب کے دماغ میں تھا کہ دیکھیں ان صاحب کا ردّعمل دیگر لوگوں کی نسبت کیا ہوگا۔ جب یہ کیپٹن صاحب ساری کارروائی انگریزی میں سنا چکے تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے جانے کی اجازت چاہی۔ نہ تعجب، نہ حیرانگی، نہ گھبراہٹ، نہ کوئی تاثر، نہ فکر، نہ غم، کیپٹن صاحب تو کسی عجیب و غریب ردّعمل کے منتظر تھے۔ فوراً بولے آپ شاید انگریزی نہ سمجھے ہوں میں اردو میں پڑھ کر سناتا ہوں اس پر اس کوہ وقار اور متوکل انسان نے فرمایا کیپٹن صاحب آپ کی مہربانی سے آکسفورڈ کا گریجویٹ ہوں۔ تو اُلٹا کیپٹن صاحب پر کپکپی کا عالم طاری ہوگیا۔ سزا اور جرمانہ بہت شدید تھے۔ گو جرم صرف ایک خاندانی زیبائشی خنجر کو گھر رکھنے کا تھا"۔

(الفضل مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۴)

پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"کالج اور یونیورسٹی کے پس منظر میں حضور کی مقبولیت اور محبوبیت کا اندازہ تو ہم سب کو تھا لیکن خدام الاحمدیہ کے اجتماعات کی شوریٰ کے موقع پر اور کبھی کبھی دیگر مواقع پر یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ ایک طبقہ ایسا ہے جن کو حضور سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ حضور کی مظلومیت کا کچھ علم خاکسار کو ہوا جب ایک نہایت غلیظ گالیوں سے بھرا ہوا خط کسی نے مجھے لکھا جسے میں برداشت نہ کرسکا اور وہ خط حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت چاہی کہ مجھے ہوسٹل، باسکٹ بال اور دیگر فرائض سے فارغ فرمایا جائے۔ حضور مجھے ایک رہائش گاہ پر لے گئے، ڈرائنگ روم کے ساتھ والی سٹڈی میں بٹھایا اندر تشریف لے گئے اور ایک بستہ لاکر میرے سامنے رکھ دیا اور فرمایا، اسے پڑھو، میں نے پہلا خط ہی تھوڑا سا پڑھا تھا کہ تاب نہ لاسکا، خدا جانتا ہے کہ میرا دماغ چکرا گیا اور سوچا کہ یہ حسین و جمیل مسکراتا ہوا شگفتہ خوشبودار پھول اندر سے کتنا مظلوم ہے۔ حضور کے وقار، صبر کی عظمت کی ہیبت دل پر طاری ہوئی۔ معافی مانگی تو فرمایا کہ اپنی ڈیوٹی پر دلیری سے جمے رہنا ہی اصل بہادری ہے۔ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ کتنا ہی کیچڑ اچھلے، اپنے فرض منصبی پر دلیری سے قائم رہیں۔ پھر تو یہ معمول ہوگیا کہ ڈاک کھولتے تو کوئی نہ کوئی ایسا ہی خط تھما دیتے یہاں تک کہ عاجز فریاد کر اُٹھا"۔

(ماہنامہ "خالد" "سیدنا ناصر نمبر" اپریل مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۸۲)

بہادری

صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ لکھتی ہیں:۔

"حضور بچپن سے ہی ہمت اور حوصلہ والے اور بڑے بہادر تھے۔ کسی کی جان بچانی ہو تو اپنی جان کی پرواہ بالکل نہ کرتے۔ ایک بار جب آپ بالکل چھوٹے تھے آپ اور آپ کی چھوٹی بہن صاحبزادی ناصرہ بیگم موم بتی کے پاس کھیل رہے تھے کہ اچانک بہن کے بالوں کو آگ لگ گئی اور بھائی نے اپنی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اس آگ کو بجھایا۔ اور خدا کے فضل سے بہن جلنے سے بچ گئی۔ اس واقعہ سے آپ کی حاضر دماغی اور بلند ہمت اور جرأت کا پتہ چلتا ہے"۔

(تشحیذ الاذہان اپریل مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۴۷ "ناصر الدین نمبر")

ایک مرتبہ جامعہ احمدیہ کے زمانہ میں آپ قادیان میں ہاکی کھیل رہے تھے کہ سکھوں کے شرارت کرنے کی کوئی خبر پہنچی۔ آپ بڑی دلیری سے ہاکی لے کر وہاں سینکڑوں سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ کرنل ریٹائرڈ صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"شاید ۱۹۲۹ء کا زمانہ تھا۔ حضرت مصلح موعود کشمیر گئے ہوئے تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ کھلنے کی وجہ سے پہلے واپس

آ چکے تھے۔شاید ستمبر کا مہینہ تھا۔ حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب موضع کھارا سے دوڑتے ہوئے آئے کہ سکھوں نے ہماری فصلوں میں اونٹ چھوڑ دیے ہیں اور شرارت سے بلوہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ اس وقت ہاکی کھیل رہے تھے۔ بائیس تئیس نوجوان کھیل میں موجود تھے۔ آپ کھیل کو چھوڑ کر ان جوانوں کو لے کر موضع کھارا کی طرف دوڑ پڑے۔ اس وقت موضع کھارا کی حد پر سینکڑوں سکھ تھے جو ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح لڑائی کے لئے تیار تھے۔ آپ پہلی پارٹی کے ساتھ پہنچے جس کے پاس صرف ہاکیاں تھیں۔ بعد میں گو اپنے سینکڑوں لوگ وہاں پہنچ گئے مگر آپ سب سے پہلے پہنچنے والوں میں سے تھے۔ ایسے موقعوں پر ڈر اور خوف تو آپ کے کبھی قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے''۔

(ماہنامہ خالد اپریل، مئی ۱۹۸۳ء ''سیدنا ناصر نمبر'')

شرم وحیا

عین عالم شباب میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی شرم وحیا کی صفت سے نوازا ہوا تھا۔ جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ محترم ڈاکٹر محمد حسین صاحب وٹرنری ڈاکٹر آف میسور سٹیٹ (انڈیا) نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو اپنے خط میں لکھا کہ:-

''میرے آقازادہ! کوئی چونتیس پینتیس سال کی بات ہے کہ وٹرنری کالج کے تین طالب علموں کو جن میں سے ایک یہ خاکسار بھی تھا کہ حضور اقدس (حضرت خلیفہ ثانی) سے شرف ملاقات کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو یکا یک قطع کلام کرتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا:-

''اسلام کی نشاۃ اولیٰ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان میں شرم وحیا بے انتہا تھی یہی حال میاں ناصر احمد کا ہے اور یہ بھی مجسم شرم وحیا ہے''۔

(الفرقان دسمبر ۱۹۶۵ء وجنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۶)

عفوودرگزر

محترم سید عبدالحئی صاحب ناظر اشاعت لکھتے ہیں:-

''حضور بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے لیکن دل بہت نرم تھا اور اس نرمی پر آسانی سے کسی کو آگاہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ میرے ایک بزرگ خواجہ عبدالعزیز ڈار آسنور مقبوضہ کشمیر کے ایک مخلص احمدی تھے۔ بڑھاپے سے پہلے طبیعت کے بہت تیز تھے۔ حضور جن دنوں صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے خواجہ صاحب کا ایک احمدی کے ساتھ لین دین کا معاملہ تھا جس کی شکایت انہوں نے حضور کو بھی کی تھی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضور کی خدمت میں چند خط ایسے بھی لکھے جن کا لہجہ درشت تھا۔ حضرت مصلح موعود کی وفات پر جب انتخاب خلافت کا مرحلہ آیا۔ تو خواجہ صاحب بڑے پریشان تھے۔ پریشانی کا ایک حصہ تو اس طرح دور ہو گیا کہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ حضور خلیفہ منتخب ہوں گے اور حکم ہوا اسمعوا و اطیعوا اس لئے انشراح سے حضور کی بیعت تو کر لی لیکن حضور کے سامنے آنے سے ہچکچاتے تھے۔ دل میں احساس تھا کہ میں نے حال ہی میں حضور کے نام بڑے تیز خط لکھے ہیں حضور انہیں بھول تو نہیں سکتے ایک دن جرأت کر کے ملاقات کے لئے نام لکھوایا۔ تو حضور نے باوجود نام آخر پر ہونے کے خواجہ صاحب کو پہلے بلوایا۔ اٹھے، بغلگیر ہوئے اور بڑی شفقت سے حالات پوچھے اور خواجہ صاحب کا حال یہ تھا کہ آنسو رواں تھے۔ بات کر نہیں پاتے تھے۔ حضور نے فرمایا خواجہ صاحب میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعا کروں گا بعد میں خواجہ صاحب حضور سے بہت بے تکلف ہو گئے تھے لیکن حضور نے کبھی ماضی کی طرف اشارہ نہیں کیا''۔ (الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۸۱)

عجز وانکسار

چوہدری شبیر احمد صاحب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:-

"عاجز کو تقریباً ۱۹۶۰ء سے حضور پر نور کے ساتھ مجلس انصار اللہ کے دورہ جات میں گاہے گاہے رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ حضور انور سب ہم سفر خدام سے برابری کا سلوک فرماتے۔ کسی کو احساس کم تری نہ ہونے دیتے۔ تقریر فرماتے تو سراسر عجز وانکسار کا اظہار ہوتا اور زیادہ تر اسی کی تلقین فرماتے۔ صدر مجلس ہونے کے باوجود نمازوں کی امامت دوسروں سے کرواتے۔ نمائش سے کوسوں دور رہتے۔ شروع شروع میں اپنی گاڑی خود ڈرائیو فرماتے اور ہم خدام مزے سے بے فکروں کی طرح ہم سفر رہتے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ دوروں میں ڈرائیونگ کا کام دوسروں کے سپرد کیا جاتا رہا۔ مکرم محمد احمد صاحب حیدر آبادی حضور انور کے معتمد علیہ ڈرائیور تھے۔ نظم خوانی میں بھی مہارت تھی وہ اچھے رفیق ثابت ہوئے تھے۔ حضور انور چلتی گاڑی میں بھی ہم سے نظمیں سماعت فرماتے۔ دوران سفر عاجز نے دیکھا کہ آپ کو جو بچہ نظر آتا اس کو سلام کرتے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک دن کسی خادم نے اس کی وجہ پوچھی تو حضور نے فرمایا کہ یہ نسل مستقبل میں احمدیت میں آنے والی ہے......

ایک مرتبہ ساہیوال میں اجتماع انصار اللہ تھا جس میں حضور انور نے بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ شرکت کی۔ رات کے وقت سونے کے لئے چارپائیوں کا اہتمام ہوا۔ تو اس میں حضور انور نے کسی امتیازی جگہ کو قبول نہ فرمایا۔ حضور کی چارپائی کے ساتھ ناچیز کی چارپائی تھی۔ حضور تہجد کی ادائیگی فرماتے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے۔ انتہائی تخلیہ میں یہ عبادت پسند فرماتے کیونکہ حضور زہد واتقاء کے اظہار کو ناپسند فرماتے تھے۔ عجز وانکسار کا یہ عالم صرف اولیاء اللہ کے حصہ میں ہی آتا ہے"۔

(ماہنامہ مصباح صفحہ ۸۴ دسمبر ۱۹۸۲ء، جنوری ۱۹۸۳ء)

توکل علی اللہ

۱۹۷۱ء میں ایک مرتبہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حضور گھوڑے سے گر گئے اور کافی عرصہ زیر علاج رہے۔ حضور کو سخت بستر پر سونا پڑا۔ ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:-

"خدا کی یہ شان ہے کہ جب ۱۹۷۱ء کے شروع میں مَیں گھوڑے سے گرا اور علاج کے لئے کئی مرحلوں سے مجھے گزرنا پڑا تو اس سے میرے گھٹنے Stiff ہو گئے۔ ایک ڈاکٹر صاحب مجھے کہنے لگے۔ یہ تو اب ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا۔ میں نے تمہیں خدا کب مانا ہے؟ میں تو اللہ کو مانتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ جو قادر مطلق ہے اس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ تکلیف دور ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ (الفضل ۳ مارچ ۱۹۸۰)

☆☆☆
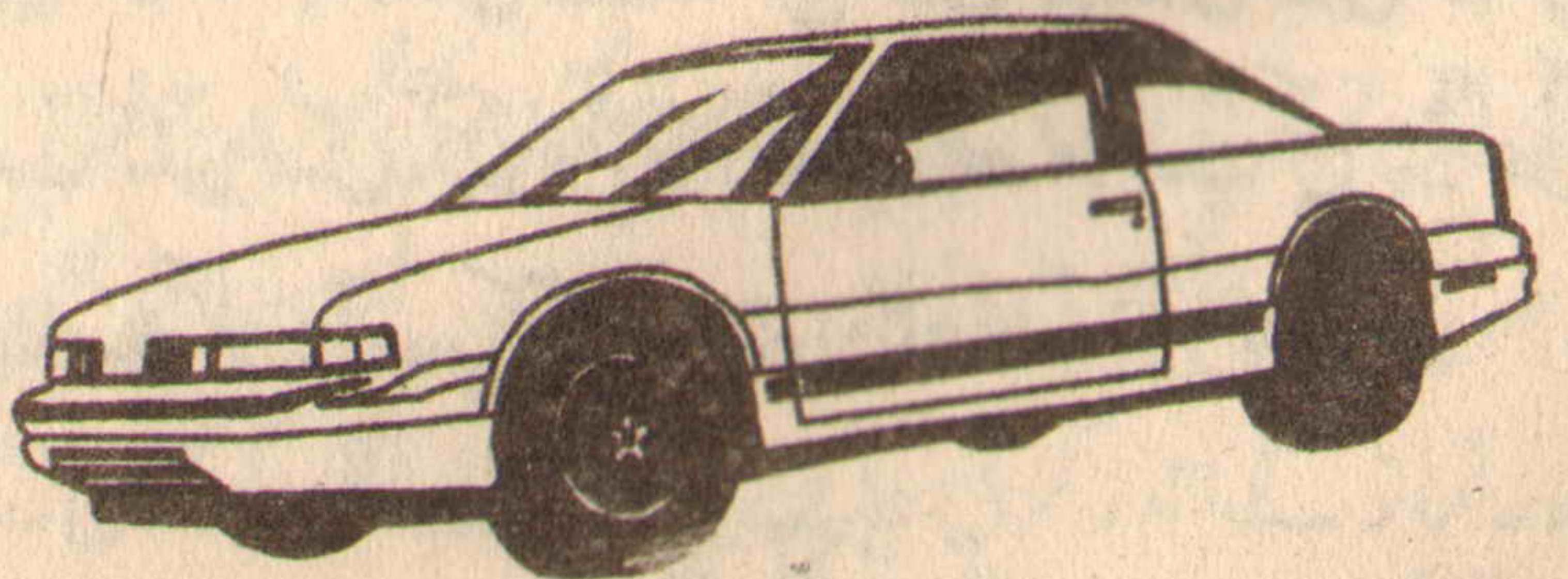
تعارف کتب

الھدیٰ

ماہ جون میں مطالعہ کیلئے الھدیٰ کتاب مقرر کی گئی ہے۔ یہ کتاب روحانی خزائن کی اٹھارویں جلد میں شامل ہے۔ اس کا پورا نام الهدیٰ والتبصرة لمن یریٰ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء ہند کے تعصب اور انکارِ حق پر اصرار کو دیکھ کر شام اور مصر وغیرہ کے علماء کی طرف توجہ فرمائی۔ شاید ان میں سے کوئی تائید حق کے لئے کھڑا ہو جائے۔ شام کے متعلق معلوم ہوا کہ وہاں دینی مناظرات کی اجازت نہیں۔ اس لئے آپ نے جہاں مصر کے بعض علماء اور مدیران جرائد و مجلّات کو اعجاز المسیح کے چند نسخے ارسال کئے وہاں ایک نسخہ تقریظ کے لئے الشیخ محمد رشید رضا مدیر المنار کو بھی بھجوایا۔ مناظر اور الهلال کے مدیران نے تو اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی مگر الشیخ محمد رشید رضا نے نحویوں اور ادیبوں کے استشہاد پیش کئے بغیر لکھ دیا کہ کتاب سہو و خطا سے بھر پور ہے اور اس کے سجع میں بناوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ اور لطیف کلام نہیں اور عرب کے محاورات کے خلاف ہے۔ اور ستر دن کی مدت جو آپ نے اس کی مثل لانے کے لئے مقرر کی تھی اس کا ذکر کر کے اُس نے یہ لاف زنی کی:-"بہت سے اہل علم اس سے بہتر سات دن میں لکھ سکتے ہیں"۔

جب اُس کا یہ ریویو ہندوستان میں شائع ہوا تو علمائے ہند نے اس کی آڑ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف از سر نو مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ تب آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل اور اتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو آپ کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ آپ اس مقصد کے لئے ایک کتاب تصنیف فرمائیں اور پھر مدیر المنار اور ہر اس شخص سے جو ان شہروں سے مخالفت کے لئے اٹھے اس کی مثل طلب کریں۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت تضرع اور خشوع و خضوع سے دُعا کی یہاں تک کہ قبولیت دعا کے آثار ظاہر ہوئے۔ فرمایا:-(ترجمہ)

"اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق بخشی گئی۔ سو میں تکمیل ابواب اور اس کی طبع کے بعد اسے اس کی طرف بھیجوں گا۔ اگر مدیر المنار نے اس کا اچھا جواب اور عمدہ رد لکھا تو میں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور اس کی قدم بوسی کروں گا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں گا اور پھر دوسرے لوگوں کو اس کے پیمانہ سے ناپونگا۔ سو میں پرورد گار جہان کی قسم کھاتا ہوں اور اس قسم کے عہد کو پختہ کرتا ہوں"۔ مگر ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرما دی:-

"(ترجمہ) کیا مدیر المنار کو فصاحت اور بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے وہ یقیناً شکست کھائے گا اور میدان مقابلہ میں نہ آئے گا۔ یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو نہاں در نہاں باتوں کا علم رکھتا ہے"۔ مدیر المنار کے علاوہ دوسرے ادباء و علماء سے متعلق بھی فرمایا:-"کیا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں؟ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے"۔ جب کتاب شائع ہوئی اور اس کا ایک نسخہ شیخ رشید رضا صاحب کو بھی ہدیۃً بھجوایا گیا تو انہوں نے الھدیٰ سے قبر مسیح سے متعلق مضمون کا بہت سا حصہ جو مسیحؑ کی کشمیر کی طرف ہجرت سے متعلق تھا اپنے رسالہ المنار میں نقل کر کے لکھا کہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً مستبعد نہیں ہے۔ لیکن انہیں یہ توفیق نہ ملی کہ اس کے جواب میں ایسی فصیح و بلیغ کتاب لکھ کر آپ کی پیشگوئی کو باطل ثابت کرتے۔ یہ کتاب ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔

☆☆☆

مجالس عرفان۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک مہمان خاتون نے طویل سوال کیا۔

سوال: ابھی میں نے خواتین کو دیکھا کہ نماز خواتین نے ادا کی اور سلام پھیرنے کے بعد خواتین اپنی سیٹوں پر آ گئیں۔ جب کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا جو ہے وہ عبادت کی جان ہے۔ آنحضرت ﷺ جب عبادت کیا کرتے تھے تو اپنی دُعا کو طویل کر دیا کرتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ دُعا نہیں کرتے؟ حضور ایدہ الودود نے فرمایا۔

ہر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا سنت سے ثابت نہیں

آپ کی بات درست ہے جائز ہے۔ مگر آپ کے حدیث کے علم کے متعلق مجھے کچھ تھوڑا سا اعتراض کا حق دیجئے۔ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ سے جو سنت ثابت ہو وہ قیامت تک جاری رہنی چاہئے۔ جو حضور ﷺ سے یا حضور ﷺ کے خلفاء سے ثابت نہ ہو بعد کے علماء نے اضافے کئے ہوں ہم ان کو قبول نہیں کرتے۔ اور احادیث سے سنت سے، ہرگز ثابت نہیں کہ آنحضور ﷺ ہر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ہم نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہ ہم سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ سنت کو چھوڑ کر نہیں بلکہ ہمارے نزدیک یہ بعد کی رسم ہے۔ جو رسول کریم ﷺ کے زمانے میں رائج نہیں تھی۔ آنحضور ﷺ کا فیصلہ یہ تھا کہ اصل میں نماز ہی دعا ہے۔ تمام عبادتوں کی معراج نماز ہے۔ اور سب سے اعلیٰ دُعا نماز ہے۔ اِس لئے دعا جو بھی کرنی ہے۔ نماز کے اندر کرنی چاہئے۔ نماز سے نکل کر نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سنت یہ تھی۔ کہ نماز کے بعد تسبیحات پڑھتے تھے۔ سبحان اللہ. اللہ اکبر. الحمدللہ۔ یہ حمد اور تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ اور اسی کی تاکید کی۔ ایک بھی حدیث نہیں ہے۔ اب میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ آپ بے شک علماء سے پوچھ کر دیکھ لیجئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرو۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ تھی ہی نہیں۔ اس وقت امر واقعہ یہ ہے کہ چودہ صدیوں کے اندر ہر قوم میں جس طرح نئی چیزیں نشوونما پا جاتی ہیں۔ جڑی بوٹیاں گھاس میں اُگ جاتی ہیں۔ اسی طرح امتوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ رسم و رواج اُمتوں میں جڑ پکڑ جاتے ہیں۔ اور وہ سمجھا جاتا ہے بعد میں، کہ گویا عبادتوں کا حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے کہ دین حضور اکرم ﷺ پر کامل ہوا تھا۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جو رسم و رواج عبادت کے تھے۔ اُن پر ایک ذرّے کا بھی اضافہ نہیں کرنا۔ اور مثالیں دیتا ہوں مثلاً ختم قرآن۔ مثلاً گیارہویں شریف۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کے نام پر کھڑے ہو جانا ان تمام باتوں میں سے ایک بھی آنحضور ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے خلفاء اور صحابہ کے زمانے میں ثابت نہیں۔

اِس خاتون نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم جھک رہے ہیں بلکہ احترام اور آدمیت ہے۔ حضور ایدہ الودود نے اپنے استدلال کو جاری رکھا۔

کیا حضور اکرم ﷺ کا احترام آج کے مسلمانوں کو زیادہ ہے؟ اُس زمانے کے مسلمانوں کو کم تھا؟ یہ سوچیے۔ سنیے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

عَلَیکُم بِالسُّنَّتِی وَسُنَّۃُ خلفاء الراشدین المھدیین.

"تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت فرض ہے"۔

اب ایک بھی مثال ساری اسلام کی خلافت کی ساری تاریخ سے نہیں ملتی کہ آنحضور ﷺ کی عدم موجودگی میں صحابہؓ یا خلفاء آنحضور ﷺ کا نام لینے پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اس لئے ہمارے نزدیک تو حضور ﷺ کا ارشاد ہی قابل تعظیم اور قابل اطاعت ہے۔ جس کی عزت کرنی ہے۔ اُس کی عدم اطاعت کر کے تو عزت نہیں کی جاسکتی۔ اور صحابہ نے اور خلفاء نے اپنے فعل سے ثابت کیا کہ یہ عزت کا طریق نہیں ہے۔ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم تو اسلام کے اُسی حصے پر کاربند رہیں گے اور اُسی کو کافی سمجھیں گے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے ثابت ہے۔

خاتون محترم کی تسلی نہیں ہو رہی تھی پھر اپنی بات دہرائی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے مسلمانوں سے تعظیم نہیں کروائی۔ تو آپ کے لئے میں نے سنا ہے۔ لوگوں کی زبان سے کہ ہمارے حضور تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے خلیفہ اوّل۔ ہمارے پیشوا، ہمارے حضور تشریف لا رہے ہیں۔ تو آپ نے یہ کیسے قبول کرلیا کہ آپ کو اتنا بڑا رتبہ لوگ دے دیں؟ حضور پرنور نے تحمل سے فرمایا:۔

جماعت احمدیہ اور آنحضرت ﷺ کا احترام

آپ نے تو ایسی بات کی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا جتنا احترام اور جتنا عشق ہماری جماعت میں پایا جاتا ہے۔ آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتیں۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کلام پڑھ لیجئے۔ اور سارے اب تک کے جو مدحیہ، یا نعتیہ کلام ہیں ان کو دیکھ لیجئے۔ آپ کا دِل گواہی دے گا کہ اس کلام میں زیادہ عشق اور احترام ہے۔ یہ تو ہر انسان کا دل اگر وہ تقویٰ سے فیصلہ کرنا چاہے تو فوراً فیصلہ دے سکتا ہے۔ دیکھئے دنیا میں کوئی احمدی وہم و گمان بھی نہیں کرسکتا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کسی کو ادنیٰ سی بھی عزت دے۔ مَیں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے جو تہذیب ہمیں عطا فرمائی۔ اُس تہذیب کی حدود میں رہنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کھڑے ہوتے تھے۔ خلفاء کو دیکھ کر صحابہ کھڑے ہوتے تھے۔ اور دوسرے بزرگوں کو دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ غائبانہ نام پر نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ صرف یہ فرق ہے جو بیان ہو رہا ہے۔

مہمان خاتون کے پاس ایک دلیل ابھی باقی تھی سوال کیا۔

غائبانہ جب ہم آپ ﷺ پر ایمان لا سکتے ہیں تو احترام کیوں نہ کریں؟ حضور نے فرمایا۔ احترام کیوں نہیں کرسکتے۔ احترام تو لازمی ہے۔ مَیں کب کہتا ہوں احترام نہ کریں۔ آپ تو بالکل نہیں مجھے سمجھ رہیں۔ مَیں کہتا ہوں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر احترام ساری دنیا میں کسی کا نہیں ہوسکتا۔ مگر احترام کا طریق وہ ہوگا۔ جو حضور ﷺ نے سکھایا ہے۔ یہ صرف فرق ہو رہا ہے۔ کون ظالم کہتا ہے۔ احترام نہ کرو۔ احترام تو رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کسی کا نہیں ہوگا۔ مگر آنحضور ﷺ جو احترام کا طریق بتاتے ہیں۔ اس سے باہر نکلنا بے احترامی ہے نہ کہ احترام۔ یہ ہماری Logic ہے۔ آپ اگر یہ احترام سمجھتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ طریق احترام کو ترک کر کے اس کی اطاعت سے باہر نکل کر بھی کوئی احترام ہوسکتا ہے تو آپ کو یہ احترام مبارک ہو۔ میرے نزدیک عدم اطاعت، عدم احترام ہے۔ اس لئے لازماً احترام اگر کرنا ہے۔ تو اطاعت کے دائرے میں رہیں۔ اس سے باہر نہ نکلیں۔ اور جو طریق احترام کا آنحضور ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس طریق کو کافی سمجھیں۔ (مجالس عرفان از لجنہ اماء اللہ کراچی)

☆☆☆

مسکرائیے

لطف اندوز

ایک سیاسی رہنما استقبالیہ میں مدعو تھے۔ ایک مزاحیہ فنکار حاضرین کو لطیفے سنا رہا تھا۔ حاضرین چائے پی رہے تھے اور گپ شپ میں مصروف تھے۔ اچانک میزبان نے جھک کر صاحب صدر سے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ کیا خیال ہے لوگوں کو کچھ دیر لطف اندوز ہونے دیا جائے یا آپ کی تقریر شروع کروائی جائے۔

ایک سے بڑھ کر

ایک جاگیردار صاحب شہر میں اپنے نئے پڑوسی کو مرعوب کرنے کے لئے بتا رہے تھے کہ اگر میں صبح اپنی کار میں بیٹھ کر اپنی زمینیں دیکھنے نکلوں تو شام ہونے تک آدھی زمینیں بھی نہیں دیکھ پاتا۔ پڑوسی نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا:۔
''ہمارے پاس بھی بہت سال پہلے ایسی ہی کار ہوا کرتی تھی''۔

نقل

گلی میں ایک صاحب کی ملاقات اپنے پڑوسی سے ہوئی تو انہوں نے کہا دیکھئے! میں کئی بار آپ سے شکایت کر چکا ہوں کہ آپ کا بیٹا میری نقل اتارتا ہے۔ آپ نے اسے سمجھایا کیوں نہیں؟

ناراض نہ ہوں۔ پڑوسی نے جواب دیا ''میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ وہ بے وقوفوں جیسی حرکتیں نہ کیا کرے''۔

دو جرم

مارشل سٹالن کے دور میں ایک شخص نے وزیر صنعت کو سر عام نکما اور احمق کہا تو اسے فوراً دو جرموں میں دھر لیا گیا۔ ان میں پہلا جرم ایک معزز شہری کو گالی دینے کا تھا اور دوسرا سرکاری راز فاش کرنے کا۔

کنجوس بیوی

ایک دن ایک شوہر جس کی بیوی اسے روزانہ صرف ایک روپیہ ذاتی خرچ کے لئے دیا کرتی تھی۔ بے تحاشا ہنستا ہوا داخل ہوا اور کہنے لگا ''بیگم آؤ! تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری سناؤں۔ آج میں نے لاٹری میں پچاس ہزار روپے کمائے ہیں''۔

بیوی نے جواب میں بڑی سرد مہری سے پوچھا۔
''پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لاٹری کا ٹکٹ خریدنے کے لئے تمہارے پاس دو روپے کہاں سے آئے تھے؟

بزدل

آقا خدمتگار سے: ''تم گھر سے کیوں بھاگے؟''
خدمتگار: ''آپ کی بیوی یعنی بیگم صاحبہ نے مارا تھا''۔
آقا: ''بزدل کہیں کے پہلی ہی دفعہ بھاگ نکلے ہم تو آج تک نہیں بھاگے''۔

وزن

ڈاک کلرک: ''جناب آپ لفافے پر ایک آنے کا ٹکٹ اور چسپاں کر دیجئے اس کا وزن زیادہ ہے''۔
سادہ لوح دیہاتی: ''لیکن جناب ٹکٹ لگانے سے تو اس کا وزن اور بڑھ جائے گا''۔

نئے سیل

دو افیمی کہیں جا رہے تھے۔ ایک افیمی بولا ''آج چاند بہت روشن ہے''۔

دوسرے افیمی نے کہا۔

''آج ہی میں نے اس میں نئے سیل ڈلوائے ہیں''۔

دال کی پندرھویں

ایک میزبان نے اپنے مہمان کو مسلسل چودہ دن دال کھلائی۔
پندرہویں دن اس نے مہمان سے پوچھا۔
آج چاند کی کون سی تاریخ ہے؟
مہمان نے جواب دیا۔
''چاند کا تو معلوم نہیں لیکن دال کی پندرھویں ہے''۔

ذراسی غلطی

وکیل ڈاکٹر سے:''آپ کی ذراسی غلطی آدمی کو چھ فٹ نیچے دفن کر سکتی ہے''۔
ڈاکٹر وکیل سے:''اور آپ کی ذراسی غلطی آدمی کو چھ فٹ اوپر لٹکا سکتی ہے''۔

ماہر نفسیات

ایک ماہر نفسیات اپنی خوبیاں بڑے زوروشور سے بیان کررہا تھا۔''میں کسی بھی شخص پر ایک نظر ڈال کر بتا سکتا ہوں کہ وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے''
''لیکن یہ جان لینے کے بعد تو آپ کو کافی شرمندگی ہوتی ہوگی''۔ایک شخص نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

موسیقی کا سبق

مقدمے کی سماعت کے سارے عرصے میں جج صاحب اپنے ذہن پر زور دیتے رہے کہ انہوں نے ملزم کو پہلے کہاں دیکھا ہے۔ جب سماعت مکمل ہوگئی اور صرف فیصلہ سنانا باقی رہ گیا تو وہ نہ رہ سکے اور ملزم سے پوچھ ہی لیا۔
ملزم نے کہا۔''جناب میں آپ کی بیگم صاحبہ کو موسیقی کا سبق دیا کرتا تھا''۔

''چودہ سال قید بامشقت''۔جج نے فوراً فیصلہ سنایا۔

چار سو آدمی

مجسٹریٹ چور سے: تمہیں چار آدمیوں نے چوری کرتے دیکھا، پھر تم کیوں انکار کرتے ہو؟
چور:''جناب! میں آپ کو ایسے چار سو آدمی بتا سکتا ہوں جنہوں نے مجھے چوری کرتے نہیں دیکھا''۔

بھکاری لڑکا

ایک لڑکا سڑک پر بھیک مانگ رہا تھا۔ایک عورت نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی۔تمہاری عمر کے لڑکے سکول جاتے ہیں۔
وہاں بھی گیا، مگر کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔لڑکے نے جواب دیا۔

حسن بیان

ایک ریلوے کراسنگ پر جہاں گیٹ نہیں تھا۔رات کے وقت ایک ریل گاڑی نے ایک بس کو ٹکر ماردی۔ایک ٹریبونل اس واقعہ کی تحقیقات کررہا تھا۔سگنل مین اس حادثہ میں ایک اہم گواہ تھا۔اس کا ایک ہی بیان تھا۔جناب! میں نے بس کو دیکھ کر سرخ لالٹین ہلائی تھی اسے رک جانا چاہیے تھا۔اس پر کافی جرح کی گئی۔وہ اپنے بیان پر قائم رہا۔آخر کار مرحوم بس ڈرائیور کو قصوروار قرار دے کر مقدمہ خارج کردیا گیا۔
سگنل مین نے عدالت سے باہر آکر سکون کی سانس لیتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔''شکر ہے کسی نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ لالٹین روشن بھی تھی یا نہیں''۔

☆☆☆

پیداواری ہدف کے حصول کا آسان طریق

(مکرمہ صالحہ صدیقہ رحمٰن صاحبہ۔ اسلام آباد)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ مگر یہ حقیقت بہت ہی افسوسناک ہے کہ ہم آج بھی گندم غیر ممالک سے ہی درآمد کرتے ہیں۔ یہ وہ صورت حال ہے کہ جہاں ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ایک زرعی ملک اپنے مکینوں کو خوراک بھی فراہم نہیں کر سکتا تو وہ انہیں کیا سہولیات دے سکتا ہوگا۔

اگرچہ اس بات کا تعین کرنا آسان نہیں کہ اس نازک صورت حال کا ذمہ دار کون ہے لیکن یہ بات ثابت ہے کہ پاکستان میں تمام فصلوں کی فی ایکٹر پیداوار باقی ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔ اس کمی کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

۱۔ پانی کی اور خاص طور پر پہلے پانی کی بروقت عدم فراہمی

۲۔ کھادوں کی کمی یا ان کا بے وقت اور بے جا اندھا دھند استعمال

۳۔ قدرتی عوامل کے خلاف عدم تحفظ

۴۔ حیاتیاتی عوامل کے خلاف عدم تحفظ

۵۔ زمین کی چھوٹی ملکیتوں میں تقسیم در تقسیم

۶۔ اور سب سے اہم روائتی، پرانے طریقوں کا استعمال، جن میں

(ا) پرانے اوزار

(ب) غیر سائنسی طریقہ بوائی

(ج) غیر تصدیق شدہ، غیر معیاری بیجوں کا استعمال شامل ہیں۔

ابتداء میں زمین کی وہی اِکائی جو چند لوگوں کی بھوک مٹانے کے لئے اناج پیدا کرتی تھی۔ اب آبادی میں بے پناہ اضافے کے باعث کئی گناہ زیادہ لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ اس لئے پہلے کامیابی سے استعمال ہونے والے روائتی طریقے اب کارگر ثابت نہیں ہو رہے۔ اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ روائتی طریقوں سے ہٹ کر، جدید طریقوں اور جدید اوزار کے استعمال پر توجہ دی جائے اور ساتھ ہی بیج کی تصدیق شدہ، معیاری اقسام کاشت کی جائیں۔ اس طرح پیداوار میں اضافے کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

زراعت میں جدّت پیدا کرنے کے لئے زرعی انجینیر ہر وقت ایسے آلات بنانے میں مصروف ہیں جو ''کم خرچ زیادہ آمدن'' کے بنیادی اصول پر کام کریں۔ جب کہ زرعی سائنسدان بیج کی ایسی نسلیں متعارف کروانے میں محو ہیں جو نہ صرف زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل ہوں بلکہ موسمی حالات کو برداشت کرنے کی زیادہ صلاحیت بھی رکھتی ہوں اور ساتھ ہی بیماریوں کے خلاف بھی قوت مدافعت کا مظاہرہ کرتی ہوں۔ پاکستان میں ایسی کم از کم دو سو ترانوے (۲۹۳) اقسام رجسٹر ہو چکی ہیں جن میں کپاس کی چھیالیس (۴۶)، گندم کی اُنچاس (۴۹)، دھان کی چھبیس (۲۶)، مکئی کی پندرہ (۱۵) اور دیگر فصلیات کی ایک سو ستاون (۱۵۷) اقسام شامل ہیں۔

مندرجہ بالا مثالی اقسام تیار کرنے میں ایک زرعی سائنسدان کے لئے نو (۹) سے گیارہ (۱۱) سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ وقت کے علاوہ سائنسدان کی مہارت، وسائل کی دستیابی اور تحمل مزاجی کا مظاہرہ بھی اس کام میں اہم

کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک جہد مسلسل کے بعد کچھ نسلیں ایسی تیار ہو جاتی ہیں جو ہر لحاظ سے پہلے سے موجود اقسام کے مقابلے میں زیادہ معیاری ہوں۔

ان اقسام کو بھی (۱) قبل بنیادی (Pre basic) (۲) بنیادی (Basic) (۳) تصدیق شدہ (Certified) بیج کی صورت میں منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے "نئی قسم" (Variety) کا بانی بریڈر قبل بنیادی بیج کو سرکاری فارموں پر کاشت کر کے بیج کی اگلی نسل یعنی "بنیادی بیج" حاصل کرتا ہے۔ اس بنیادی بیج کے بعد ازاں رجسٹر کسانوں یا بیج کمپنیوں کو بیج دیا جاتا ہے۔ ملک بھر میں ایسی کمپنیوں کی تعداد تین سو اٹھائیس (۳۲۸) ہے۔ یہ بیج کمپنیاں اس بیج سے حاصل شدہ فصل کو "تصدیق شدہ" بیج کی صورت میں عام کسانوں کے استعمال کے لئے بازار میں لے آتی ہیں۔ اس تمام عمل کے دوران "وفاقی ادارہ برائے تصدیق و اندراج تخم" (فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ) کے زرعی سائنسدان اس پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ہر فصل کو تصدیقی سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے قبل دو دفعہ فصل کا معائنہ کرتے ہیں اور کسی بیماری، کمزوری یا ملاوٹ کے ثبوت نہ ملنے پر اس فصل کو پاس کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں حاصل شدہ بیج کا لیبارٹری تجزیہ بھی کیا جاتا ہے۔ جہاں اس کے خالص پن، شرح اُگاؤ، نمی کے تناسب سے بیج کامیابی کے ساتھ گزر جائے تو اس پر تصدیقی امتیازی نشان لگا کر اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

بیج خریدنے سے قبل اس بات کا اطمینان کر لینا چاہیے کہ بوری پر محکمہ بیج کا جاری کردہ امتیازی نشان "نیلا بلا" (Tag) سلائی کے ساتھ موجود ہے یا نہیں۔

نیز بوری پر موجود دیگر معلومات یعنی قسم کا نام، وزن فی صد اُگاؤ، تاریخ استعمال وغیرہ کو بھی پڑھ لینا چاہیے۔ اگر ان باتوں کا خیال رکھا گیا ہو تو مطمئن ہو جانا چاہیے کہ ایک اچھی قسم کا بیج خریدا گیا ہے۔ اور اگر دیگر لوازمات یعنی پانی، کھاد، زمین کی تیاری جیسے عوامل کا خیال رکھا گیا اور تائید ایزدی شامل حال رہی تو فصل پہلے سے کئی گناہ پیداوار دے گی۔ (انشاء اللہ)

یہ اضافہ دس سے پندرہ فی صد ہونے کی امید ہے جو یقیناً ایک بڑی شرح ہے۔ مندرجہ بالا مضمون یہ واضح کرتا ہے کہ تصدیق شدہ بیج کا استعمال کسان اور ملک دونوں کو زرعی خود کفالت کی جانب لے جاتا ہے۔ اور جیسا کہ کسی فلسفی کا قول ہے کہ "بھرے پیٹ کو ہی عقل کی باتیں سوجھتی ہیں" یا پنجاب میں ضرب المثل مشہور ہے کہ "جناں دے گھر دانے اُناں دے کملے وی سیانے"۔ سو اگر ایک دفعہ ہم دانوں میں خود کفیل ہو گئے تو پھر دوسرے شعبہ جات میں ترقی کے لئے بھی راستے وضع ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

تقریب شادی

مکرم لطیف احمد طاہر صاحب کارکن شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شادی خانہ آبادی محترمہ منزہ ارم صاحبہ بنت مکرم عبدالعزیز صاحب آف باب الابواب ربوہ کے ساتھ مورخہ 24 اپریل 2002ء کو انجام پائی۔

(اس سے قبل 11 فروری 2002ء کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے بیت المبارک میں اعلانِ نکاح کیا تھا)۔

اگلے دن مورخہ 25 اپریل 2002ء کو دارالفتوح شرقی ربوہ میں ولیمہ کی تقریب ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین
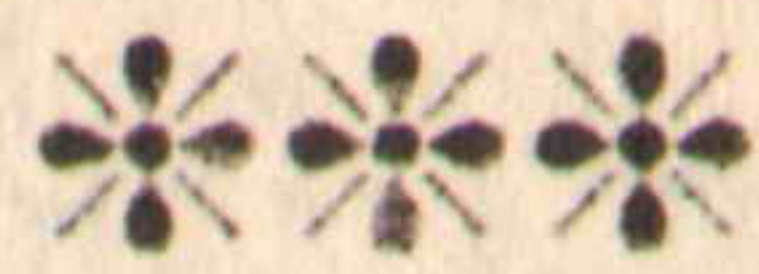
مکرم ملک محمد داؤد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عمران احمد صاحب وفات پاگئے

احباب جماعت کو نہایت افسوس اور دلی رنج سے اطلاع دی جارہی ہے کہ 25 اپریل 2002ء بروز جمعرات صبح پنڈی بھٹیاں کے قریب ایک حادثہ میں مکرم ملک محمد داؤد صاحب مربی سلسلہ و نائب مہتمم اصلاح وارشاد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مکرم عمران احمد صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب (طاہر آباد الف) ٹیکسی ڈرائیور وفات پاگئے ہیں۔

اسی دن 25 اپریل کو دونوں مرحومین کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء بیت المبارک ربوہ میں ادا کی گئی جو کہ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پڑھائی۔ عام قبرستان میں قبریں تیار ہونے پر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ وصدر انصاراللہ پاکستان نے دعا کروائی۔ مکرم ملک محمد داؤد صاحب موصی تھے۔ انہیں امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ جنازہ میں ربوہ اور بیرون ربوہ سے ایک بڑی تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

تفصیلات کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا ایک وفد دورہ پر لاہور جارہا تھا کہ پنڈی بھٹیاں کے قریب کار ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی۔ اس حادثہ میں مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب مربی سلسلہ واستاد مدرسۃ الحفظ کو سر پر شدید چوٹیں آئیں اور ان کو الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کروادیا گیا تھا اور مکرم حافظ محمد نصراللہ صاحب مربی سلسلہ (دارالبرکات ربوہ) کو بازو میں فریکچر ہوا اور انہیں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل کرادیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم ملک محمد داؤد صاحب

مکرم ملک محمد داؤد صاحب ابن مکرم ملک محمد اسحاق صاحب مرحوم پنشنر صدر انجمن احمدیہ یکم اگست 1970ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ اگست 1987ء میں وقف کر کے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے اور جولائی 1991ء کو میدان عمل میں آئے۔ تین سال تک نظارت اصلاح وارشاد مقامی کے تحت بھکی آنہ ضلع شیخوپورہ، پیرو چک ضلع سیالکوٹ اور چک 99 شمالی ضلع سرگودھا میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجالاتے رہے۔ 1994ء میں غیر ملکی زبان سیکھنے کے لئے آپ وکالت تعلیم تحریک جدید میں آگئے اور تاجک زبان سیکھی پھر آپ جامعہ احمدیہ کے ریسرچ سیل سے منسلک ہوگئے اور تادم آخر اسی شعبہ میں خدمات بجالارہے تھے۔ اس دوران تفسیر کبیر کے حوالہ جات کی تلاش میں گراں قدر خدمات سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔

ہومیو پیتھی سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ اس کے ذریعہ خدمت خلق کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔ طاہر ہومیو پیتھک

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اینڈ ہسپتال ربوہ کے زیرانتظام آپ بیت الناصر دارالرحمت غربی ربوہ میں ہومیو پیتھک کلینک اگست 1997ء سے چلا رہے تھے جہاں روزانہ مریضوں کو دیکھتے۔ آپ کو علمی حوالے سے یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ روزنامہ الفضل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بہت سی مجالس عرفان کو مرتب کرنے کی توفیق پائی۔

آپ نے اپنی اہلیہ مکرمہ بشریٰ داؤد صاحبہ بنت مکرم لطیف الرحمٰن صاحب اور ایک بیٹا محمد طٰہٰ بعمر پانچ سال اور ایک بیٹی امۃ الوکیل بعمر تین سال یادگار چھوڑے ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم مربی صاحب کی ضعیف العمر والدہ بھی پسماندگان میں شامل ہیں اُن کے لئے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ کیونکہ پچھلے سال ہی محترم مربی صاحب کے بڑے بھائی مکرم ملک محمد یعقوب صاحب (جو آپ کے ہم زلف بھی تھے) بعمر 45 سال وفات پاگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

مکرم عمران احمد صاحب

آپ 7 جون 1977ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مکرم محمد ابراہیم صاحب ہے جو کہ ننگل باغباناں متصل قادیان سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اور اب طاہر آباد الف ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مکرم عمران احمد صاحب ایک شریف النفس اور خدمت کے کاموں میں ہمہ وقت حاضر رہنے والے خادم تھے۔ مورخہ 25 اپریل 2002ء کو ایک جماعتی سفر پر جاتے ہوئے ایک حادثہ میں خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ غیر شادی شدہ تھے آپ نے اپنے پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بھائی اور تین بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس خاندان کو صبر سے نوازے۔ احباب کرام سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ: اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کے درجات بلند کرے۔ اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ خالد و تشحیذ اس المناک وفات پر جملہ لواحقین سے دلی اظہار تعزیت کرتا ہے۔

ضروری اعلان

بیرون از پاکستان خریداران سے التماس ہے کہ آپ کے پتہ کی چٹ پر آپ کا خریداری نمبر اور مدت خریداری دی ہوئی ہے۔ جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کی مدت خریداری کے ساتھ سرخ رنگ کا نشان لگا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اسے دیکھتے ہوئے اپنے چندہ کی فوری ادائیگی کر دیں۔

شرح چندہ:- 1500 پاکستانی روپے

چندہ بنک ڈرافٹ یا بذریعہ چیک بنام مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ ایوان محمود ربوہ کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

اگر آپ چندہ کی بروقت ادائیگی نہیں کر سکتے تو براہِ مہربانی بذریعہ خط ہمیں مطلع کر دیں کہ آپ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اس پر آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا۔

مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ

عالمگیر جلسہ سالانہ UK کے کامیاب انعقاد اور عالمی بیعت کی کامیابی کے لئے دعاگو۔

دعاؤں کا طلب گار

محمود احمد بھٹی (ناظم اطفال ضلع وعلاقہ)

چک نمبر 166 مراد

ضلع بہاولنگر

فون نمبر 411166(0632)

جماعت احمدیہ کی ترقیات کے لئے دعاگو

ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

ضلع اسلام آباد

رپورٹ

(مکرم رفیق احمد ناصر صاحب۔ مہتمم صحت جسمانی)

آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ 10-12 مارچ 2002ء

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ 10 تا 12 مارچ 2002ء منعقد ہوا۔ ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب مورخہ 10 مارچ 2002ء بوقت صبح 8:30 بجے دارالرحمت وسطی کی گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ جس کا افتتاح مکرم ومحترم سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو نے کیا۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں بحیثیت مہتمم تحریک جدید، مہتمم امور طلباء، مہتمم صحت جسمانی، مہتمم عمومی اور نائب صدر خدمات بجالانیکی سعادت پائی ہے۔ ٹورنامنٹ میں پاکستان بھر سے مدعو کئے گئے چھ علاقہ جات ربوہ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، لاہور، سرگودھا اور حیدرآباد کی ٹیموں کے 95 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔

ٹورنامنٹ میں فائنل سمیت کل 9 میچز کھیلے گئے۔ پہلے سیمی فائنل میں علاقہ ربوہ نے علاقہ سرگودھا کو 1-4 سے ہرایا۔ جب کہ دوسرے سیمی فائنل میں علاقہ فیصل آباد نے علاقہ لاہور کو 2-6 سے ہرا کر فائنل کے لئے کوالیفائی کیا۔ فائنل میچ میں علاقہ ربوہ نے علاقہ فیصل آباد کو 0-4 سے ہرا کر اپنے اعزاز کا دفاع کیا۔

ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی مکرم ادریس احمد صاحب علاقہ سرگودھا قرار پائے۔ ٹورنامنٹ میں مکرم لطف الرحمٰن صاحب، مکرم خالد محمود صاحب اور مکرم مظفر احمد قمر صاحب نے بطور ریفری، مکرم عمران احمد صاحب، مکرم نور شہزاد صاحب اور مکرم عبدالسمیع عابد صاحب نے بطور ڈپٹی ریفری جبکہ مکرم منور احمد واہلہ صاحب، مکرم سید خلیل احمد شاہ صاحب، مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب، مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب اور مکرم مبشر احمد شاد صاحب نے بطور جیوری و ٹیکنیکل کمیٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب مورخہ 12 مارچ 2002ء صبح 10 بجے گراؤنڈ دارالرحمت وسطی میں منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب تھے۔ آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں بطور مہتمم

عمومی، مہتمم خدمت خلق اور معاون صدر خدام الاحمدیہ پاکستان خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہے۔ آخر میں آپ نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور دعا سے ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوا۔

آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ 2001-2002

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ مورخہ 10 تا 12 مارچ 2002ء منعقد ہوا۔ اس ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم ومحترم سید قمر سلیمان صاحب وکیل وقفِ نو نے مورخہ 10 مارچ بوقت صبح 8:30 بجے فرمایا۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان بھر سے مدعو کئے گئے چھ علاقہ جات ربوہ، فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا اور سندھ کی ٹیمیں شامل ہوئیں۔ جس میں 105 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ اس ٹورنامنٹ میں سیمی فائنلز اور فائنل سمیت کل 9 میچز ہوئے۔

پہلا سیمی فائنل فیصل آباد اور گوجرانوالہ کے مابین ہوا جو کہ فیصل آباد نے 25-59 سکور سے جیتا۔ دوسرا سیمی فائنل لاہور اور ربوہ کے مابین کھیلا گیا جو کہ لاہور نے 43-55 سکور سے جیتا۔ اس طرح فائنل میچ علاقہ فیصل آباد اور علاقہ لاہور کے مابین مورخہ 12 مارچ کو کھیلا گیا جو کہ علاقہ فیصل آباد نے 33-62 سکور سے جیتا۔ اس ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑی مکرم منیر احمد صاحب (کیپٹن علاقہ لاہور) قرار پائے۔

ٹورنامنٹ میں مکرم نسیم احمد شمس صاحب، مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب، مکرم نصیر احمد ورک صاحب اور مکرم مغفور احمد قمر صاحب نے بطور ریفری اور مکرم نصیر احمد صاحب، مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب اٹھوال اور مکرم چوہدری مجید پرویز صاحب نے بطور جیوری کے فرائض سرانجام دیئے۔

نیز مکرم محمد اشرف صاحب اور خواجہ مبشر احمد صاحب نے تیاری گراؤنڈ و دیگر امور میں غیر معمولی تعاون کیا۔

فجز اھم اللہ احسن الجزاء

اس ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب مورخہ 12 مارچ 2002ء دن 12:15 پر دارالرحمت غربی کی گراؤنڈ کبڈی میں ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ تھے۔ آپ نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور دعا سے ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆

Monthly

KHALID

C. Nagar

Editor:
IsfandYar Muneeb

June 2002
Regd. CPL # 139

مجلس کی طرف سے دورہ پر جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں وفات پانے والے دو خادم

مکرم ملک محمد داؤد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

مکرم عمران احمد صاحب

فٹ بال میں اوّل ٹیم علاقہ ربوہ

آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب
مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب۔